نمبر ۱۳۹ | مورخہ ۷ صفر ۱۳۵۳ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۲ مئی ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۲۰ مئی بوقت ۴½ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو جمعہ کے روز سے زکام کی تکلیف اور سر و گلے میں درد کی شکایت ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب بعارضہ بخار علیل ہیں۔ دعائے صحت فرمائی جائے۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ واپس تشریف لے آئے ہیں۔

۱۸ مئی بعد نماز مغرب جناب بابو فقیر علی صاحب سٹیشن ماسٹر کو ان کی قادیان سے نور پور کو تبدیلی پر پبلک کی طرف سے ایک پارٹی دی گئی۔ جس میں بہت سے معززین شامل ہوئے۔ ان کے عمدہ سلوک اور دیانتدارانہ رویہ کی تعریف کی گئی۔ ایک معزز ہندو صاحب نے ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔

۲۰ مئی طلباء جامعہ احمدیہ سے قادیان سے ۲۱ مولوی فاضل کے امتحان میں شریک ہونے والوں کو دعوت چائے دی۔ امتحان ۲۱ مئی سے شروع ہو رہا ہے۔ اب کے قادیان کے سنٹر میں ۴۵ طلباء علوم مشرقیہ کے امتحانات میں شریک ہوں گے۔ بعض حیدر آباد دکن سے آئے ہیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالےٰ کبھی قضا و قدر منوانا چاہتا ہے

اور کبھی دُعا قبول کرتا ہے

"جب اللہ تعالےٰ کا فضل قریب آتا ہے۔ تو وہ دُعا کی قبولیت کے اسباب پہنچا دیتا ہے۔ دل میں ایک رقت اور سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن جب دُعا کی قبولیت کا وقت نہیں ہوتا۔ تو دل میں اطمینان اور رجوع پیدا نہیں ہوتا۔ طبیعت پر کتنا ہی زور ڈالو۔ مگر طبیعت متوجہ نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ کبھی خدا تعالےٰ اپنی قضا و قدر منوانا چاہتا ہے۔ اور کبھی دُعا قبول کرتا ہے۔ اس لئے میں تو جب تک اذنِ الٰہی کے آثار نہ پالوں۔ قبولیت کی کم امید کرتا ہوں۔ اور اس کی قضا و قدر پر اس سے زیادہ خوشی کے ساتھ جو قبولیتِ دُعا میں ہوتی ہے۔ راضی ہو جاتا ہوں۔ کیونکہ اس رضاء بالقضا کے ثمرات اور برکات اس سے بہت زیادہ ہیں۔"

(الحکم ۳۱ - جولائی ۱۹۰۴ء)

اخبار احمدیہ

الفضل کے اجراء کی درخواست

خاکسار پہلے اخبار الفضل منگاتا تھا۔ اور جماعت کے دوسرے دوست بھی پڑھ لیتے تھے۔ مگر اب کچھ عرصے سے بند ہے۔ میں بھی استطاعت نہیں رکھتا۔ اس لئے اگر کوئی دوست اخبار جاری کرادیں۔ تو عین نوازش ہوگی :۔ خاکسار محمد عبد اللہ احمدی از سوہا دہ ڈھلواں۔ براستہ ایمن آباد۔ ضلع گوجرانوالہ

احباب کو اطلاع

"الفضل" میں خاکسار نے اعلان کرایا تھا۔ کہ میں تعلیمی مصروفیات کے باعث اواخر مئی ۱۹۳۴ء تک مباحثات اور تقاریر وغیرہ میں حصہ نہیں لے سکوں گا۔ چونکہ میں علالت کے باعث مئی میں امتحان نہیں دے سکا۔ اور جو امتحان اواخر ستمبر میں منعقد ہوگا اس میں شامل ہونگا۔ (انشاء اللہ العزیز) اس لئے اب ستمبر تک مجھے معذور رکھا جائے۔ اور احباب میری صحت۔ اور امتحان میں کامیابی کے لئے دُعا فرمائیں۔ خاکسار ملک عبد الرحمن خادم بی اے معلّم جتاں۔ گجرات :۔

میاں سلطان احمد صاحب کو اطلاع

میاں سلطان احمد صاحب کو واضح ہو کہ ان کے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان کا چھوٹا بھائی مفقود الخبر ہے۔ اور والدہ سخت بیمار ہے۔ ان کا پہونچنا نہایت ضروری ہے :۔ خاکسار نصر اللہ خان احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ خوشاب

درخواست ہائے دُعا

(۱) مستری نہر اللہ صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ دونوں بیمار ہیں۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار شاہ محمد از وزیرآباد۔

(۲) خاکسار کی والدہ صاحبہ سخت بیمار ہیں۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار بشارت احمد از راولپنڈی :۔ (۳) میں عرصہ دو ماہ سے سخت بیمار ہوں۔ بہت علاج کیا۔ مگر فائدہ نہیں ہوا۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار غلام حسین از منٹگمری :۔ (۴) میں اور میری اہلیہ چند یوم سے بیمار ہیں۔ ہماری صحت کے لئے نیز یہاں احمدیت کی ترقی کے لئے دُعا کی جائے۔ خاکسار محمد ابراہیم رڑیانہ چک ۳۱ ضلع شیخوپورہ

(۵) میرا چھوٹا بھائی عزیز دوست محمد متعلم مدرسہ احمدیہ بعارضہ ٹائیفائیڈ (تپ محرقہ) چند دن سے سخت بیمار ہے۔ احباب دُعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اُسے جلدی صحتیاب فرمائے۔ خاکسار غلام محمد عبید مدرس ہائی سکول قادیان

(۶) مسمی فیروز الدین عرف مہنگا پر دشمنوں نے جھوٹا کیس بنا کر اسے سخت مشکلات میں ڈال رکھا ہے۔ احباب اس کی مخلصی کے لئے دُعا فرمائیں۔ خاکسار عبد العزیز جنرل سکرٹری تبلیغ علاقہ غربی انجمن

(۷) میری ہمشیرہ روشن اختر بیگم جس نے حال میں جے۔ وی کلاس۔ اور مڈل کا امتحان سیالکوٹ میں دیا ہے۔ دو تین ماہ سے بیمار ہے۔ اور کچھ دنوں سے زیادہ تکلیف کے باعث پسرور سول ہسپتال میں داخل ہے۔ صحت اور کامیابی کے لئے تمام بزرگان سلسلہ سے التماس ہے۔ کہ دُعا فرمائیں۔ خاکسار سردار احمد پوسٹل کلرک حویلیاں :۔

اعلان نکاح

رحمت بی بی بنت چودھری امام الدین صاحب کا نکاح چودھری علی احمد صاحب ولد چودھری بڈھے خاں چک نمبر ۹۸ شمالی سرگودہا سے مولوی غلام حسین صاحب نے تین سو روپیہ مہر پر پڑھایا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ خاکسار شیخ محمد یوسف از لائل پور :۔

خلق اللہ کی ہمدردی بیعت کی ایک اہم شرط ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر ایک بیعت کنندہ کے لئے جو شرائطِ بیعت قرار دی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے :۔

"عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہونچائے گا"

یُوں تو خدا تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت ہر مصیبت اور تکلیف کے موقعہ پر اپنی طاقت کے مطابق خلق اللہ کی ہمدردی کرنے اور بنی نوع کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔ لیکن جب کوئی غیر معمولی مصیبت نازل ہو۔ تو اس وقت ہمدردی بھی خاص طور پر کرنی چاہیئے۔ چونکہ علاقہ بہار کا زلزلہ ایک نہایت ہی خطرناک اور غیر معمولی مصیبت کی شکل میں رونما ہوا۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کی امداد کے لئے خاص طور پر ارشاد فرمایا۔ جنہیں نقصان اٹھانا پڑا۔ پس ہر ایک احمدی کو چاہیئے۔ کہ بیعت کی اس شرط کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو اوپر درج کی گئی ہے۔ زلزلہ فنڈ میں حسب توفیق چندہ دے۔ تاکہ مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کی جاسکے :۔

ولادت

(۱) میرے بھائی مختار احمد صاحب ایاز کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالےٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ حضرت اقدس نے اس کا نام افتخار احمد تجویز کیا ہے۔ اس سے قبل بھائی صاحب موصوف کے تین بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو چکے ہیں۔ احباب دُعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ نومولود کو عمر طویل عطا کرے۔ اور اسلام کا خادم بنائے۔ خاکسار نذیر احمد۔ میانوی (۲) میرے ہاں ۲ مئی ۱۹۳۴ء کو اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت اقدس نے جمال محمد نام تجویز فرمایا ہے احباب بچہ کی صحت وتندرستی کے ساتھ لمبی عمر اور خادم دین ہونے کی دُعا فرمائیں۔ خاکسار اقبال محمد خاں از اجمیر :۔

چندہ کشمیر اور زمیندار احمدی جماعتیں

چونکہ چندہ کشمیر کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ کہ ہر ایک احمدی باقاعدہ اور بشرح ایک پائی فی روپیہ ماہوار ادا کرے۔ اور ان ایام میں زمیندار احباب فصل ربیع برداشت کر رہے ہیں۔ اور سکرٹری مال ومحصل صاحبان چندہ مرکزی کے وصول کرنے میں مصروف ہیں۔ اس لئے زمیندارہ جماعتوں کے سکرٹریان مال اور محصل صاحبان سے بالخصوص التماس کی جاتی ہے۔ کہ ہر ایک احمدی سے چندہ کشمیر وصول کیا جائے :۔

ان ایام میں چندہ کشمیر کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ مظلومین کشمیر کی امداد کا کام تیزی سے کیا جا رہا ہے۔ نیز شہری جماعتوں کے سکرٹری مال ومحصل صاحبان سے بھی پُر زور درخواست ہے۔ کہ ہر ایک احمدی سے چندہ کشمیر باقاعدہ وصول ہونا نہایت ضروری ہے

فائنشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ۔ قادیان

سالانہ رپورٹیں جلد بھیجی جائیں

یکم مئی ۱۹۳۳ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۴ء تک کی سالانہ رپورٹ تیار کر کے جماعتیں بہت جلد ارسال کر دیں :۔

ناظر دعوت وتبلیغ۔ قادیان

شکریہ

جن بزرگوں اور دوستوں نے میرے بچے کے فوت ہونے پر زبانی یا بذریعہ خط اظہار ہمدردی وافسوس کیا۔ میں ان کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ چونکہ میرے لئے ان بہت کرم فرماؤں کی خدمت میں فرداً فرداً شکر گذاری کا خط لکھنا فرائض منصبی کی مصروفیتوں کی وجہ سے مشکل ہے۔ اس لئے معذرت چاہتا ہؤا بذریعہ اخبار شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خدا تعالےٰ انہیں اجر عظیم بخشے کہ وہ میرے غمزدہ دل کے لئے باعث تسکین بنے۔ اور ان کی بطفیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کرم فرمائی نے میرے لئے غم میں بھی ایک قسم کی مسرت پیدا کردی :۔ خاکسار غلام نبی ایڈیٹر الفضل۔

69

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۳۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ صفر ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۱

جماعت احمدیہ کی مالی قربانی و ایثار کا تازہ ثبوت

ساٹھ ہزار روپیہ جمع کرنے کی تحریک کی کامیابی

ضروریات سلسلہ کے لئے ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی جو تحریک نظارت امور عامہ نے کی تھی۔ الحمد للہ وہ دو اڑھائی ماہ کے عرصہ میں کامیاب ہو گئی۔ اور اب اس کے بند کرنے کا اعلان کر دیا گیا ہے جماعت احمدیہ نے دین کے لئے مالی ایثار و قربانی کا یہ ایک اور نہایت قابل فخر اور لائق تعریف نمونہ پیش کیا ہے۔ بے شک یہ قرض ہے۔ اور اس کے لئے قرار دیا گیا ہے۔ کہ میعاد مقررہ کے اندر لازمی طور پر واپس کیا جائے گا۔ لیکن باوجود اس کے جن اصحاب نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ انہوں نے اپنی ضروریات پر سلسلہ کی ضروریات کو مقدم کر کے قابل تعریف ایثار کا ثبوت دیا ہے۔ اور تھوڑی بہت رقم جو نہ معلوم کتنی مشکلات کے بعد کسی خاص ضرورت کے لئے جمع کی گئی تھی۔ خوشی اور مسرت کے ساتھ پیش کر دی ہے۔

جماعت احمدیہ اور انفاق فی سبیل اللہ

جماعت احمدیہ غرباء کی جماعت ہے۔ اور آج کل جو مالی و اقتصادی مشکلات پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں احمدی بھی مبتلا ہیں۔ اور دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ مبتلا ہیں۔ کیونکہ وہ باوجود غریب ہونے کے مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ پر عمل کرتے ہوئے خدا تعالےٰ کی راہ میں اور اس کے دین کی خدمت کے لئے نہایت فراخدلی سے خرچ کرتے ہیں۔ اس قدر فراخدلی کے ساتھ۔ کہ دنیا کی کوئی مالدار سے مالدار قوم بھی ایسی نہیں۔ جو اپنی تعداد کے لحاظ سے جماعت احمدیہ کی مالی قربانی کا مقابلہ کر سکے۔ اور اپنے اموال میں سے اس نسبت سے اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے لئے خرچ کرتی ہو جس نسبت سے جماعت احمدیہ مسلسل اور باقاعدہ انفاق فی سبیل اللہ کر رہی ہے۔ ایسی صورت میں ساٹھ ہزار روپیہ جمع کرنے کی تحریک کا ایک قلیل عرصہ میں جماعت احمدیہ کے ایک محدود حلقہ میں سے کامیاب ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بلکہ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ سلسلہ کی ضروریات کو ہر حالت میں پورا کرنا جماعت احمدیہ اپنا مقدس فرض سمجھتی ہے۔ اور اسے سر انجام دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے۔

مخالفین کی ناکامی

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ جماعت احمدیہ مخالفین کی کسی شرارت کی خواہ وہ خیر خواہی کا کیسا ہی فریب دہ نقاب اوڑھ کر کریں۔ پرِ پشہ جتنی وقعت بھی نہیں سمجھتی۔ جب یہ تحریک کی گئی۔ تو سلسلہ کے معاندین نے جن میں غیر مبائعین سب سے پیش پیش تھے۔ اس کو ناکام بنانے کی پوری کوشش کی۔ طرح طرح کی غلط بیانیاں اور افترا پردازیاں شروع کر دیں۔ اور کہنے لگ گئے۔ کہ روپیہ بے جا طور پر خرچ کیا جاتا ہے۔ غرض اس سے یہ تھی۔ کہ کوئی احمدی اس تحریک میں حصہ نہ لے۔ لیکن اس موقعہ پر پھر جماعت احمدیہ کے مخلصین نے اپنے عمل سے جہاں یہ ثابت کر دیا۔ کہ معاندین کو اپنی توقعات میں کبھی کامیابی نصیب نہیں ہو سکتی۔ اور ہمیشہ کے لئے ناکامی و نامرادی ان کی قسمت میں لکھی جا چکی ہے۔ وہاں یہ بھی بتا دیا۔ کہ وہ جو کچھ بھی خدا تعالےٰ کے لئے دیتے ہیں۔ اس کے متعلق انہیں پورا پورا اطمینان و یقین ہے۔ کہ وہ بالکل صحیح اور درست طور پر صرف ہوتا ہے۔ اور اس کے متعلق معاندین کی بے ہودہ سرائی کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔

مخالفین کے لئے کاری ضرب

ظاہر ہے مخالفین سلسلہ کے لئے یہ ایک ایسی کاری ضرب ہے کہ اگر ان میں شرافت و انسانیت کا کچھ بھی مادہ باقی ہو۔ تو وہ کبھی جماعت احمدیہ کے ان مصارف کے خلاف ایک لفظ تک زبان پر نہ لائیں۔ جو مرکزی انتظام کے ماتحت تبلیغ دین اور ترقی جماعت کے لئے کئے جاتے ہیں۔ جب جماعت احمدیہ کو اس بات کا پورا یقین اور وثوق حاصل ہے۔ کہ اس کے اموال نہایت دیانتداری اور پوری احتیاط کے ساتھ دین کے لئے صرف ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے عمل سے اس یقین اور وثوق کا اظہار اس طرح کرتی ہے۔ کہ جو مطالبہ کیا جائے اسے بڑی خوشی اور سرگرمی سے پورا کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ تو ان لوگوں کو جن کی رگ رگ میں کینہ و حسد رچا ہوا ہے۔ جو قدم قدم پر احمدیت کے رستہ میں روک بننے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور جن کی خلافِ انسانیت شرارتیں حد سے بڑھ چکی ہیں۔ خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ان کی شرارت قطعاً پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ خواہ اس پر خیر خواہی کے کتنے ہی غلاف چڑھا دیں۔ اور ان کی حقیقت ہرگز چھپ نہیں سکتی۔ خواہ وہ کسی رنگ میں ظاہر ہوں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر احمدی پکار پکار کر کہہ رہا ہے:-

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من اندازِ قدت را مے شناسم

غرض ساٹھ ہزار روپیہ کی تحریک جسے جماعت احمدیہ نے قابلِ تعریف اخلاص و ایثار سے کامیاب بنایا ہے۔ ایک طرف تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعض مشکلات کو دُور کرنے کا باعث بنی ہے اور دوسری طرف اس نے ان معاندین کے مونہہ بند کر دیئے ہیں جو سمجھتے تھے۔ کہ اپنی شرارتوں کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو مالی ایثار و قربانی سے باز رکھ کر خدا تعالےٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کو نقصان پہنچا سکیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا قائم کردہ نظام جماعت

پھر اس تحریک کی کامیابی اس بات کا بھی ثبوت ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ جماعت کی تربیت جس رنگ میں کر رہے ہے۔ اور جماعت کے دلوں میں نظامِ سلسلہ کی جو اہمیت قائم فرما رہے ہیں۔ اسے خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت پوری طرح ذہن نشین کر رہی ہے۔ یہ تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب نے بحیثیت ناظر امورِ عامہ کی۔ اور شروع سے آخر تک انہی کی طرف سے جماعت کے سامنے پیش کی گئی۔ اور "الفضل" نے حتی المقدور اسے کامیاب بنانے میں حصہ لیا۔ اب جبکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ تحریک کامیاب ہو چکی ہے۔ نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ میں قربانی و ایثار کا ایسا جذبہ پایا جاتا ہے۔ کہ اس نے حضور کے غلاموں میں سے ایک غلام کی تحریک پر ایک بہت بڑی رقم ضروریاتِ سلسلہ کے لئے فراہم کر دی ہے۔ اور اس میں اس بات کا احساس پایا جاتا ہے۔ کہ حضور کے براہ راست ارشاد فرمانے کے بغیر ہی سلسلہ کے لئے روپیہ مہیا کرنا اس کا فرض ہے۔

تحریک کو کامیاب بنانے والوں کو مبارکباد

چونکہ جماعت میں اس فرض کا احساس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے لئے بڑی خوشی اور مسرت کا باعث ہے۔ اس لئے

جن اصحاب نے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا ہے ۔ انہوں نے اپنے آپ کو حضور کی خاص دُعاؤں کا مستحق بنا لیا ہے ۔ اور یہ اتنی بڑی سعادت ہے ۔ جس کے مقابلہ میں دُنیا کی کوئی بڑی سے بڑی نعمت بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتی ۔ اور ہم ان اصحاب کو اس خوش قسمتی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں ؛۔

اس تحریک کی کامیابی کا فوری طور پر یہ نتیجہ ہوا ہے ۔ کہ سلسلہ کے کارکنوں کو اپریل تک کی تنخواہیں دے دی گئی ہیں ۔ اور ایک عرصہ سے جن مشکلات میں مبتلا چلے آتے تھے ۔ وہ بڑی حد تک دور ہو گئی ہیں ۔ قلیل تنخواہوں کا کئی کئی ماہ تک نہ ملنا جو حالت پیدا کر سکتا ہے ۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ۔ کارکنوں کی اس حالت کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو بے حد فکر و تشویش لاحق رہتی ۔ مبارک ہیں وہ اصحاب جنہیں خدا تعالےٰ نے حضور کی اس فکر و تشویش کو دُور کرنے میں حصہ لینے کی توفیق بخشی ۔ اور جنہوں نے اپنی ضروریات پر سلسلہ کی ضروریات کو مقدم کر کے ایثار کا قابلِ تعریف نمونہ پیش کیا ؛۔

نہایت ضروری امر

بے شک وقتی مشکلات کا ایک حد تک قرضہ کی تحریک کی کامیابی سے انسداد ہو گیا ۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے ۔ کہ اب نئے سرے سے ان مشکلات کو نہ پیدا ہونے دیا جائے ۔ اور اس کی صورت یہی ہو سکتی ہے ۔ کہ تمام جماعتیں مالی سال کے شروع سے ہی اپنے مقررہ بجٹ کے مطابق چندہ فراہم کرنا شروع کر دیں ۔ اور گزشتہ سال کا جو بقایا کسی جماعت کے ذمہ ہو ۔ اسے جلد سے جلد ادا کر دیا جائے ۔

اب قرضہ کی واپسی بھی شروع ہو رہی ہے ۔ اور سلسلہ کے دُوسرے اخراجات کو بھی چلانا ہے ۔ یہ سب کچھ بسہولت ہو سکتا ہے ۔ اگر جماعتیں اپنے اپنے بجٹ کے مطابق ماہوار چندہ وصول کر کے بھیجنا شروع کر دیں ۔ اور اس انتظام کے ماتحت ہر ایک احمدی سے چندہ وصول کرنے کی کوشش کی جائے ۔ جس کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کئی بار تشریح فرما چکے ہیں ۔ پس اس بارہ میں قطعاً غفلت اور سستی سے کام نہیں لینا چاہیئے ۔ بلکہ نہایت سرگرمی سے یہ کام کرنا چاہیئے ۔ تا کہ وُہی مشکلات پیدا نہ ہو سکیں ۔ جن کی وجہ سے ساٹھ ہزار روپیہ قرض لینے کی ضرورت لاحق ہوئی تھی ۔ امید ہے اس نہایت ضروری امر کو جماعتیں پیش نظر رکھ کر چندہ کی وصولی کا کام کریں گی ۔ اور اپنی جد و جہد سے ثابت کر دیں گی ۔ کہ اس وقت جبکہ دُنیا کی بڑی بڑی حکومتیں مالی مشکلات میں گھری ہوئی ہیں ۔ اور اپنے اہم سے اہم محکموں میں تخفیف کر رہی ہیں ۔ غریب اور مفلس جماعت احمدیہ خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے نہایت وسیع الحوصلہ واقعہ ہوئی ہے ۔ اور یہی ایک بہت بڑا فرق ہے ۔ جو خدا کے بندوں اور دُنیا کے کیڑوں میں پایا جاتا ہے ؛۔

مولوی ظفر علی صاحب اور سول نافرمانی

حال ہی میں " پنجاب بھر کے کانگرسیوں کی ایک اہم کانفرنس " جو گاندھی جی کے سول نافرمانی کو ترک کرنے والے بیان کے متعلق اظہارِ عقیدت کے لئے منعقد ہوئی ۔ اس میں مولوی ظفر علی صاحب نے سول نافرمانی کے سوجد گاندھی جی سے بڑھ کر اپنے آپ کو اس کا دلدادہ ظاہر کرنے کے لئے کہا :۔

" مہاتما گاندھی نے پہلے اجتماعی سول نافرمانی بند کرنے کی غلطی کی ۔ پھر انفرادی بند کر کے مؤدبانہ تعاون کی طرف ہمیں لے جا رہے ہیں ۔ ہم مہاتما گاندھی کے ایک ایک لفظ کی تائید نہیں کر سکتے ۔ اور نہ ہی ہم یہ پابندی برداشت کرنے کو تیار ہیں ۔ میرا نوجب جی چاہیگا میں سول نافرمانی کرنے کے لئے تیار ہو جاؤں گا " (ملاپ ۱۵ مئی)

اس کے جواب میں اگرچہ اسی وقت کہدیا گیا ۔ کہ

" جو لوگ آج سول نافرمانی کے لئے بے تاب ہیں ۔ وُہ جواب دیں ۔ کہ جب انفرادی سول نافرمانی کی اجازت تھی ۔ اس وقت انہوں نے کیا کر لیا "

یہ نہایت معقول جواب تھا ۔ جن لوگوں نے سول نافرمانی کے جاری ہونے کی صورت میں اسے اختیار نہیں کیا ۔ انہیں اس کے بند ہونے کے بعد اظہارِ جوش کا کیا حق ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اگر اس طریقِ عمل کو پیش کر دیا جائے ۔ جو مولوی ظفر علی صاحب نے اپنے خلاف سول نافرمانی کرنے والوں کے لئے روا رکھا ۔ تو خوب واضح ہو جاتا ہے ۔ کہ ان کی نظر میں سول نافرمانی کی کتنی توقیر ہے ؛۔

چند دن ہوئے حسب معمول جب " زمیندار " پریس کے ملازمین نے تنخواہ نہ ملنے کی بنا پر کام چھوڑ دیا ۔ اور انہوں نے دفتر " زمیندار " کے دروازے کے سامنے سول نافرمانی شروع کی ۔ تو مولوی ظفر علی صاحب نے اپنے ان ملازمین کو پولیس کے حوالے کر دیا ۔ جو انہیں تھانہ میں لے گئی ۔ اور آخر ایک مفاہمت پر انہیں رہائی حاصل ہوئی ۔ اس کے بعد جب عملہ " زمیندار " نے اپنے مواجب کے نہ ملنے پر سول نافرمانی کا آغاز کیا ۔ اور وُہ " دفتر زمیندار کے دروازے کے سامنے دھرنا دے کر بیٹھ گئے ۔ تاکہ مولوی ظفر علی کو کسی قسم کی معقول مفاہمت پر آمادہ کر سکیں " تو بالفاظ سکرٹری پریس ورکرس یونین لاہور مولوی صاحب نے یہ جواب دیا ۔ کہ " خواہ تم پچاس ہزار سال تک بھی بیٹھے رہو میں ایک پائی تک تمہیں ادا نہیں کرونگا " اور تھوڑی دیر کے بعد ایک سب انسپکٹر کو اپنے ساتھ لے آئے ۔ جو دو لیڈروں کو تھانہ میں لے گیا ۔ مگر جلد ہی واپس لے آیا ۔ اس کے بعد کچھ لوگوں نے بعض شرائط پر مفاہمت کرا دی ۔ مگر مولوی صاحب ان شرائط پر بھی قائم نہ رہے ۔ اور اب تک سارے ملازم ان کی جان کو رو رہے ہیں ؛۔

یہ ہے سول نافرمانی کے متعلق اس شخص کا طریقِ عمل جو یہ کہتا ہے ۔ کہ جب اس کا جی چاہیگا ۔ وُہ سول نافرمانی شروع کرے گا ۔ اور جو گاندھی جی کے سول نافرمانی کی لاش کو دفن کر دینے کے بعد اسے اکھیڑ کر زندہ کرنے کا دعوےٰ کرتا ہے ؛۔

گاندھی جی کا ایک نیا عہد

گاندھی جی نے حال ہی میں پیدل چلنے کے متعلق جو عہد کیا ہے ۔ اور جو اخبارات میں شائع ہو چکا ہے ۔ وُہ یہ ہے ۔ کہ جب تک ان کی جان میں جان ہے ۔ اور وُہ نڈھال ہو کر گر نہیں پڑتے ۔ اس وقت تک پیدل ہی سفر کیا کریں گے ۔ اور جب ایک سول سرجن نے انہیں کہا " چونکہ کٹک ہندوستان بھر میں ایک گرم جگہ ہے ۔ اس لئے آپ اس ماہ کٹک کا پیدل دورہ نہ کریں ۔ تو انہوں نے کہا ۔

" میرا یہ تجربہ ہے ۔ کہ پیدل چلنے سے گرمی مجھے اتنی تکلیف نہیں دیتی ۔ جتنی کہ گاڑی یا موٹر پر سفر کرنے سے " (پرتاپ ۱۸ مئی ۱۹۳۴ء)

جن لوگوں کو گاندھی جی کے پہلے وعدے یاد ہیں ۔ ان کی نگاہ میں یہ وعدہ بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتا ۔ جس آسانی کے ساتھ وُہ اپنے متعلق عجیب و غریب اعلان کرنے کے عادی ہیں اس سے زیادہ آسانی کے ساتھ اپنے اعلان کی خلاف ورزی کرنے میں ماہر ہیں ۔ مگر سوال یہ ہے ۔ کہ جو شخص اپنے اوپر عقل و سمجھ سے بالاتر پابندیاں خود ہی عائد کرے ۔ اور پھر خود ہی انہیں توڑ دے ۔ اسے اپنا ڈکٹیٹر بنانا ۔ اور یہ توقع رکھنا کہ اس کے پیچھے چلنے سے کبھی منزل مقصود تک پہونچ سکتے ہیں ۔ کہاں کی عقلمندی ہے ؛۔

محکمہ ریلوے میں مزید تخفیف

معلوم ہوا ہے ۔ کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ملازمین میں مزید تخفیف ہونے والی ہے ۔ جس کے لئے کرنل کارسن ڈپٹی ایجنٹ و صدر تخفیف کمیٹی کو اکونٹس آفس و دیگر ایگزکٹو دفتروں کی پڑتال کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے ۔ اور دو ہندو ان کے مددگار کے طور پر لگائے گئے ہیں ۔ خطرہ یہ ہے ۔ کہ اب کے پھر تخفیف کا تنزل زیادہ تر مسلمانوں پر ہی نہ گرے ۔ اس لئے ہم ریلوے کے اعلےٰ حکام سے گزارش کرتے ہیں ۔ کہ وہ مسلمان ملازمین کو جن کی تعداد پہلے ہی بہت قلیل ہے ۔ اور جن میں اضافہ کے متعلق حکومت کئی بار وعدہ کر چکی ہے ۔ انہیں تخفیف کا شکار ہونے سے بچایا جائے ۔ گزشتہ تخفیف کے موقعہ پر اپنی نسبت کے لحاظ سے بہت زیادہ مسلمان ملازمین کی تخفیف کر دی گئی تھی ۔ جس سے مسلمانوں میں سخت بے چینی پیدا ہو گئی تھی ۔ اب اس بے چینی کو از سر نو تازہ کر کے اس میں اضافہ کرنے کی غلطی نہیں کرنی چاہیئے ؛۔

احمدیت کے متعلق مضمون

حضرت مسیح موعود کی صداقت پر صحیح بخاری کی شہادت

ہرقل شاہ روم اور ابوسفیان میں مکالمہ

بخاری میں جسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے ایک مکالمہ درج ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے متعلق ہرقل شاہ روم اور ابوسفیان میں ہوا۔ مکالمہ چونکہ نہ صرف دلچسپ بلکہ ایسے امور پر مشتمل ہے۔ جن سے مدعی نبوت کی صداقت وراستبازی معلوم کی جا سکتی ہے اس لئے اس کا مفہوم بیان کیا جاتا ہے ؛

ہرقل سے ملاقات

ابوسفیان بن حرب خود ہی روائت کرتے ہیں۔ کہ ہرقل شاہ روم نے انہیں قریش کے اور کئی نمائندوں کے ساتھ اس وقت بلا بھیجا۔ جبکہ وہ شام میں تجارت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ یہ زمانہ وہ تھا جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار قریش کیساتھ صلح حدیبیہ کے بعد ایک معاہدہ کیا تھا۔ ابوسفیان کہتے ہیں۔ جب ہم ہرقل کے پاس پہنچے۔ تو اس وقت وہ بیت المقدس میں روساء کے مجمع میں بیٹھا تھا۔ اس نے اپنی مجلس میں ہمیں بیٹھنے کی اجازت دی۔ پھر ترجمان کو بلایا۔ اور دریافت کیا۔ کہ تم میں سے اس شخص کا کون زیادہ قریبی رشتہ دار ہے۔ جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ابوسفیان نے جواب دیا۔ میں اس کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ تب ہرقل نے کہا۔ اچھا میرے قریب آؤ۔ پھر اس نے میرے ساتھیوں کو میرے پاس کھڑا کر دیا۔ اور ترجمان سے کہا۔ ان سب سے کہدو میں اس شخص سے مدعی نبوت کے متعلق کچھ حالات دریافت کرنے لگا ہوں۔ اگر یہ کچھ جھوٹ بولے۔ تو فوراً مجھے بتا دینا ابوسفیان کہتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا۔ کہ لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے۔ تو میں ضرور صحیح واقعات کو چھپاتا۔ مگر ساتھیوں کے خوف سے مجبوراً مجھے سچ ہی بولنا پڑا۔

معنی خیز گفتگو

ہرقل نے پہلی بات مجھ سے یہ دریافت کی۔ کہ خاندانی لحاظ سے وہ کیسا ہے۔ میں نے بتایا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو ہم میں ذو نسب یعنی اعلےٰ خاندان کے ہیں۔ دوسری بات یہ پوچھی کہ کیا تمہارے خاندان میں سے پہلے بھی کسی نے پیغمبری کا دعوےٰ کیا۔ میں نے کہا نہیں۔ تیسری بات یہ پوچھی۔ کہ کیا اس کے آباء و اجداد میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ چوتھی بات یہ پوچھی۔ کہ کیا بڑے آدمی اسے ملتے ہیں یا کمزور اور غریب طبقہ کے لوگ میں نے کہا۔ اکثر غریب ہی اسے مانتے ہیں۔ پانچویں بات یہ دریافت کی۔ کہ کیا اس کی جماعت بڑھتی جا رہی ہے۔ یا گھٹ رہی ہے۔ میں نے کہا۔ بڑھتی جا رہی ہے۔ چھٹی بات اس نے یہ پوچھی کہ کیا کوئی ایمان لا کر اس کے دین کو برا سمجھتے ہوئے مرتد بھی ہوا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ ساتویں بات یہ دریافت کی کہ کیا دعوئے نبوت سے پہلے کبھی تم نے دیکھا۔ کہ اس نے جھوٹ بولا ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ آٹھویں بات یہ پوچھی۔ کہ کیا وہ کبھی عہد شکنی کرتا ہے۔ میں نے کہا۔ اب تک تو نہیں کی۔ لیکن اب اس سے ایک معاہدہ ہوا ہے۔ معلوم نہیں۔ اس میں وہ کیا طریق عمل اختیار کرے۔ ابوسفیان کہتے ہیں۔ اسی آٹھویں سوال کے جواب میں مجھے یہ فقرہ داخل کرنے کا موقع ملا جس سے صدق و دیانت کو میں نے مشتبہ کرنے کی کوشش کی۔ ورنہ اور کسی بات پر موقعہ نہ ملا۔ پھر اس نے نویں بات یہ دریافت کی۔ کہ کیا تم نے کبھی اس سے جنگ بھی کیا۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ پوچھنے لگا۔ اس کی لڑائی کیسی ہوتی ہے۔ میں نے کہا لڑائی ڈول کی طرح اوپر نیچے ہوتی رہتی ہے۔ کبھی ہمیں نقصان پہنچ جاتا ہے کبھی اس کی جماعت کو پھر پوچھنے لگا۔ وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے۔ میں نے کہا وہ یہی کہتا ہے اللہ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید ترک کر دو۔ نیز وہ حکم دیتا ہے۔ کہ ہم نمازیں پڑھیں سچ بولیں۔ پرہیزگاری اختیار کریں۔ اور صلہ رحمی بجا لائیں ؛

دریافت کردہ امور سے استدلال

جب یہ باتیں وہ دریافت کر چکا۔ تو اس نے اپنے ترجمان سے کہا۔ اس شخص سے کہو۔ میں نے تجھ سے اس کے حسب و نسب کے متعلق سوال کیا تھا۔ اور تو نے بتایا۔ کہ وہ عالی خاندان میں سے ہے۔ سو پیغمبر ہمیشہ اعلیٰ خاندان ہی سے ہوا کرتے ہیں۔ پھر میں نے پوچھا تھا کہ کیا تم میں سے کسی نے پہلے بھی دعویٰ نبوت کیا۔ اور تو نے بتایا۔ کہ نہیں۔ یہ میں نے اس لئے پوچھا تھا۔ کہ اگر تمہارے خاندان میں سے پہلے بھی کسی نے دعویٰ نبوت کیا ہوتا۔ تو میں سمجھتا کہ اس نے اس کی تقلید کی ہے۔ پھر میں نے پوچھا۔ کہ کیا اس کے آباد اجداد میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہے۔ تو نے اس کا بھی انکار کیا۔ یہ میں نے اس لئے پوچھا تھا۔ کہ اگر اس کے آباء و اجداد میں سے کوئی شخص بادشاہ گذرا ہوتا۔ تو میں خیال کرتا۔ کہ یہ شخص پیغمبری کا دعوےٰ کر کے اپنے باپ دادا کی بادشاہت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا۔ کہ کیا دعوے سے پہلے اس کا جھوٹ بھی سنا گیا۔ تو نے ذکر کیا کہ نہیں۔ تب میں نے سمجھ لیا۔ کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ لوگوں کے متعلق جھوٹ بولنے سے تو پرہیز کرے۔ اور خدا پر افترا کرنے لگے۔ پھر میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا بڑے آدمی اس کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ یا کمزور اور غریب طبقہ کے لوگ۔ تو نے بتایا۔ کہ غریب لوگ ہی اس کی پیروی کرتے ہیں۔ سو حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ رسولوں کے ماننے والے اکثر ضعفا ہوتے ہیں۔ پھر میں نے پوچھا۔ کہ کیا اس کی جماعت بڑھتی ہے۔ یا گھٹ رہی ہے۔ تو نے کہا۔ کہ وہ جماعت ترقی کر رہی ہے یہی صداقت کا حال ہوتا ہے۔ کہ وہ کم نہیں ہوتی۔ بلکہ ترقی کرتی رہتی ہے۔ پھر میں نے پوچھا۔ کہ کیا کوئی مسلمان ایمان لانیکے بعد اس کے دین کو برا سمجھ کر بھی مرتد ہوا ہے۔ تو نے ذکر کیا۔ کہ نہیں۔ سو ایمان کے بعد انسانی قلب کی یہی حالت ہوتی ہے۔ بشرطیکہ بشاشت حاصل ہو جائے۔ پھر میں نے پوچھا تھا۔ کہ کبھی اس نے عہد شکنی بھی کی۔ تو نے اسکا بھی نفی میں جواب دیا۔ اور رسول واقعی عہد شکنی نہیں کیا کرتے۔ پھر میں نے پوچھا۔ وہ تمہیں کن امور کا حکم دیتا ہے۔ تو نے بتایا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور شرک و بت پرستی سے روکتا ہے۔ اسی طرح نمازیں پڑھنے سچ بولنے اور پرہیزگار رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ سو اگر یہ تمام باتیں سچ ہیں۔ جو تو نے مجھے بتائیں۔ تو وہ عنقریب میرے تخت گاہ کا بھی مالک ہو جائیگا اور مجھے تو پہلے سے امید تھی۔ کہ کوئی نبی مبعوث ہونیوالا ہے۔ مگر مجھے یہ علم نہ تھا۔ کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اگر مجھے علم ہو۔ کہ اس تک پہنچ سکوں گا۔ تو میں اس سے ضرور ملنے کی کوشش کروں۔ اور اگر میں مدینہ میں ہوتا۔ تو اس کے پاؤں دھو کر پیتا۔

(بخاری جلد اول باب کیف کان بدء الوحی)

مدعی نبوت کی صداقت کے معیار

یہ وہ مکالمہ ہے۔ جو ابوسفیان اور ہرقل شاہ روم میں ہوا۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کن اوصاف کا مالک ہوتا ہے۔ اور کن معیاروں کے ماتحت کسی مدعی رسالت کی صداقت کا ثبوت مل سکتا ہے۔ ہرقل اہل کتاب میں سے تھا۔ اور اس وجہ سے وہ جانتا تھا۔ کہ نبیوں اور رسولوں کو کن شواہد کے ذریعہ

پہچانا جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے وہی امور دریافت کئے۔ جو اس کے نزدیک ایک نبی میں پائے جانے ضروری تھے۔ اور جب ان کے مطابق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حقانیت اس پر منکشف ہوگئی۔ تو وہ کہہ اٹھا۔ کہ اگر میں اس وقت مدینہ میں ہوتا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں دھو کر پیتا۔ حضرت امام بخاری کا اپنی صحیح میں اس واقعہ کو درج کرنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ معیار ان کے نزدیک بھی نہایت معقول اور زندار ہیں۔ اور اگر ایک مدعی ان پر پورا اترے۔ تو اس کی صداقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ

موجودہ زمانہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر اصلاح عالم کے لئے کھڑا کیا۔ اور آپ نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔ (۱) "میں وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا" (نزول المسیح صفحہ ۴۸) (۲) "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔" (مکتوب آخری) پس ہر سعید الفطرت انسان کو آپ کی صداقت معلوم کرنے کے لئے ہرقل کے بیان کردہ معیاروں کے مطابق آپ کو پرکھنا چاہیئے۔

حسب و نسب

پہلا سوال ہرقل نے یہ کیا تھا۔ کہ حسب و نسب کے لحاظ سے مدعی نبوت یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں۔ ابو سفیان نے جواب دیا کہ وہ اعلیٰ خاندان کے انسان ہیں۔ تب ہرقل نے کہا۔ فکذالک الرسل تبعث فی نسب قومھا یعنی نبی واقع میں اعلیٰ خاندان میں سے ہی ہوتے ہیں۔ گویا ہرقل نے پہلا معیار یہ پیش کیا۔ کہ نبی کے لئے اعلیٰ خاندان میں سے ہونا ضروری ہے۔ اس کے مطابق جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ جس ملک میں تشریف لائے۔ اس کی معزز قوم میں آپ پیدا ہوئے۔ چنانچہ مغل ہندوستان کی ذی اعزاز اقوام میں شمار ہوتے ہیں۔ اور پھر طرفہ یہ کہ آپ مغلوں میں سے بھی سب سے اعلیٰ شاخ یعنی برلاس میں سے تھے۔ اور اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جو بلحاظ اپنی ذاتی شرافت و وجاہت کے ہر طرح معزز و مکرم تھا۔ چنانچہ اس امر کا ذکر کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:۔ "میرے سوانح اس طرح پر ہیں۔ کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے۔ اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔ اور ان کے ساتھ قریباً دو سو آدمی ان کے توابع اور خدام اور اہل و عیال سے ہیں سے تھے۔ اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے۔ . . . . . چونکہ ہمارے بزرگوں کو علاوہ دیہات جاگیرداری کے اس تمام علاقہ کی حکومت بھی دی گئی تھی اس لئے قاضی کے نام سے مشہور ہوئے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ کہ کیوں اور کس وجہ سے ہمارے بزرگ سمرقند سے اس ملک میں آئے مگر کاغذات سے یہ پتہ ملتا ہے۔ کہ اس ملک میں بھی وہ معزز امراء اور خاندان والیان ملک میں سے تھے۔ اور انہیں کسی قومی خصوصیت اور تفرقہ کی وجہ سے اس ملک کو چھوڑنا پڑا تھا۔ پھر اس ملک میں آکر بادشاہ وقت کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر ان کو ملے۔ چنانچہ اس نواح میں ایک مستقل ریاست انکی ہوگئی"۔ (کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۳۴ تا ۱۳۶)

رسالہ کشف الغطاء میں لکھتے ہیں:۔ "میرا خاندان ایک خاندان ریاست ہے۔ اور میرے بزرگ والیان اور خود سر امیر تھے"

تذکرہ روسائے پنجاب میں جو حکومت پنجاب کے زیر ہدایات تالیف کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے متعلق لکھا ہے:۔ "شہنشاہ بابر کی عہد حکومت کے آخری سال یعنی ۱۵۳۰ء میں ایک مغل مسمی ہادی بیگ باشندہ سمرقند اپنے وطن کو چھوڑ کر پنجاب میں آیا۔ اور ضلع گورداسپور میں بود و باش اختیار کی یہ شخص کچھ عالم آدمی تھا۔ اور قادیان کے گرد و نواح کے ستر مواضعات کا قاضی یا حاکم مقرر کیا گیا۔ کہتے ہیں۔ کہ قادیان اسی نے آباد کیا۔ اور اس کا نام اسلام پور قاضی رکھا۔ جو بگڑتے بگڑتے قادیان ہوگیا۔ کئی پشتوں تک یہ خاندان شاہی حکومت کے ماتحت معزز عہدوں پر ممتاز رہا"

غرض وہ پہلا معیار جو ہرقل نے پیش کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پوری طرح پایا جاتا ہے۔

دعویٰ نبوت

دوسرا سوال ہرقل نے یہ کیا تھا۔ کہ ھل قال احدٌ منکم ھذا القول کہ کیا اس کی قوم میں سے پہلے بھی کسی نے دعویٰ نبوت کیا۔ ابو سفیان نے اس کا نفی میں جواب دیا۔ تب ہرقل نے کہا۔ لو کان احدٌ قال ھذا القول قبلہ لقلتُ رجلٌ یأتسی بقول قیل قبلہ یعنی اگر اس کے خاندان یا قوم میں سے پہلے بھی کسی نے دعویٰ نبوت کیا ہوتا۔ تو میں کہتا۔ کہ اس نے بھی انکی تقلید کی۔ مگر جب یہ صورت نہیں۔ تو ضرور اس میں سچائی پائی جاتی ہے ہم دیکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوم اور خاندان میں سے بھی پہلے کسی نے کبھی مسیح موعود ہونے کا دعوے نہیں کیا۔ اس پر وہ واقعہ بھی شاہد ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کشتی نوح میں تحریر فرمایا آپ لکھتے ہیں:۔ "بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے۔ اور بہت تعلق تھا۔ جب میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی کسی نے انکو خبر دی۔ تو وہ بہت روئے اور کہا۔ کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے۔ یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا۔ ان کا باپ۔ تو نیک مزاج اور افترا کے کاموں سے دور اور سیدھا اور صاف دل مسلمان تھا۔ ایسا ہی بہتوں نے کہا۔ کہ تم نے اپنے خاندانوں کو داغ لگایا۔ کہ ایسا دعویٰ کیا" (حاشیہ صفحہ ۱۲)

آباء کا بادشاہ ہونا

تیسرا سوال ہرقل نے یہ کیا تھا۔ کہ ھل کان من اٰباءہٖ من ملکٍ کیا اس کے آباء و اجداد میں سے کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے ابو سفیان نے جب انکار کیا۔ تو اس نے کہا۔ لو کان من اٰباءہٖ من ملکٍ قلت رجلٌ یطلب ملکَ ابیہ یعنی اگر اس کے اجداد میں سے کوئی شخص بادشاہ ہوتا۔ تو میں کہہ دیتا۔ کہ اس نے اپنے باپ دادا کی بادشاہت حاصل کرنے کا یہ ڈھنگ نکالا ہے۔ یہ معیار بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بخوبی چسپاں ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بادشاہ نہیں گذرا۔ گو آپ ایک معزز خاندان میں سے تھے۔ اور خاندان کے بزرگوں کو ایک محدود علاقہ پر سرداری بھی حاصل تھی۔ مگر بادشاہت نہیں تھی۔ اور یہ محدود ریاست بھی سکھوں کے عہد حکومت میں قریباً ضائع ہوگئی چنانچہ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں "سکھوں کے ابتدائی زمانہ میں میرے پردادا صاحب میرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے۔ جن کے پاس اس وقت ۸۵ گاؤں تھے۔ (کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۳۶)

دوسری طرف لکھتے ہیں:۔ "جب میرے پردادا صاحب فوت ہوئے۔ تو بجائے ان کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطا محمد فرزند رشید ان کے گدی نشین ہوئے۔ ان کے وقت میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے۔ دادا صاحب مرحوم نے اپنی ریاست کی حفاظت کے لئے بہت تدبیریں کیں۔ مگر جبکہ قضا و قدر ان کے ارادہ کے موافق نہ تھی۔ اسلئے ناکام رہے۔ اور کوئی تدبیر پیش نہ گئی۔ اور روز بروز سکھ لوگ ہماری ریاست کے دیہات پر قبضہ کرتے گئے۔ یہاں تک کہ دادا صاحب مرحوم کے پاس صرف ایک قادیان رہ گئی۔ اور قادیان اسوقت ایک قلعہ کی صورت پر قصبہ تھا۔ اور اس کے چار برج تھے اور برجوں میں فوج کے آدمی رہتے تھے۔ اور چند توپیں تھیں۔ اور فصیل بائیس فٹ کے قریب اونچی اور اس قدر چوڑی تھی۔ کہ تین چھکڑے آسانی سے ایک دوسرے کے مقابل اس پر جا سکتے تھے۔ اور ایسا ہوا۔ کہ ایک گروہ سکھوں کا جو رام گڑھیہ کہلاتا تھا۔ اول فریب کی راہ سے اجازت لے کر قادیان میں داخل ہوا۔ اور پھر قبضہ کر لیا اسوقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی۔ اور اسرائیلی قوم کی طرح وہ اسیروں کی مانند پکڑے گئے۔ اور انکے مال و متاع سب لوٹی گئی۔ کئی مسجدیں اور عمدہ عمدہ مکانات مسمار کئے گئے۔ اور جہالت اور تعصب سے باغوں کو کاٹ دیا گیا۔ اور بعض مسجدیں جن میں سے اب تک ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے۔ دھرم سالہ یعنی سکھوں کا معبد بنایا گیا۔ اس دن ہمارے بزرگوں کا ایک کتب خانہ بھی جلایا گیا۔ جس میں سے پانسو نسخہ قرآن شریف کا قلمی تھا۔ جو نہایت بے ادبی سے جلایا گیا۔ اور آخر سکھوں نے کچھ سوچکر ہمارے بزرگوں کو نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام مرد و زن چھکڑوں میں بٹھا کر نکالے گئے۔ اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزیں ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ان ہی دشمنوں کے منصوبے سے میرے دادا صاحب کو زہر دی گئی" (کتاب البریہ حاشیہ

چودھویں صدی کا مجدد کون ہے؟

مصری رسالہ "الاسلام" کا ایک مضمون

دور حاضرہ کے مسلمان بری طرح گرداب بلا میں مبتلا ہیں دینی اور دنیاوی ابتری نے چاروں طرف سے انہیں گھیر رکھا ہے۔ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالے نے محض اپنے فضل سے جو مجدد ان کی اصلاح - دینی و دنیاوی فلاح اور ترقی کے لئے بطور راہنما مبعوث فرمایا۔ اس سے برگشتہ ہو رہے ہیں مشیت ایزدی نے جو درخت ان کے آرام اور سایہ کے لئے لگایا۔ اسی کی جڑوں پر تبر رکھنا چاہتے ہیں لیکن وہ دن قریب ہیں۔ جب ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ اور اپنے کئے پر نادم ہوں گے۔ کیونکہ مسلمانان عالم کی ترقی کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ دین اسلام سے وابستگی۔ اس رابطہ کو محکم و استوار کرنے کے لئے اللہ تعالے سے علم پاکر رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے۔ کہ اللہ تعالے ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث کرتا رہے گا۔ اس چودھویں صدی کا اب ترپن واں سال ہے۔ لیکن ہمارے بھائیوں کا منتظر و موعود مجدد ہنوز ظاہر نہیں ہوا۔ حالانکہ اللہ تعالے ہر صدی میں اس وعدہ کو پورا کرتا رہا ہے ؛

سلسلہ احمدیہ نے ابتدا ہی سے اہل دنیا سے کہا ہے۔ کہ اگر تم اس چودھویں صدی کا مجدد سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ آپ نے عین صدی کے سر پر اللہ تعالے کی طرف سے مبعوث ہوکر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تو بتلاؤ کونسا وہ شخص ہے جس نے صدی کے سر پر مقررہ وقت میں اللہ تعالے کی طرف سے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔؟ اس سوال کا نہ کبھی جواب دیا گیا ہے۔ اور نہ دیا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقررہ وقت پر ظاہر ہوئے۔ اور آپ نے جاں نثاران اسلام کی ایک مقدس جماعت قائم کر دی۔ اور طرفہ یہ کہ آج تک آپ کے مقابل حدیث نبوی کی شرط کے مطابق ایک شخص بھی پیش نہیں کیا جا سکتا ؛

ذیل میں ہم قاہرہ کے ہفتہ واری رسالہ "الاسلام" کے بیالیسویں نمبر میں سے ایک مضمون "الاسلام والتجدید" کے چند اقتباس پیش کرتے ہیں۔ جن سے قارئین کرام کو اندازہ ہو جائیگا۔ کہ اس وقت مجدد کی ضرورت کس قدر محسوس کیا جا رہا ہے۔

شیخ مصطفیٰ احمد الرفاعی لکھتے ہیں :-

"وفی الاسلام تجدید یظهر علی توالی الازمان وهذا التجدید هو الرجوع الی تعالیمه الاولی المبینة فی الکتاب الکریم والسنة النبویة المطهرة والی هذا التجدید اشار رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حدیث معناه "ان الله یبعث علی رأس کل مائة سنة من یجدد لهذه الامة امر دینها" وتجدید امر الدین لایکون الا بالعودة الی الاسلام کما کان یفهمه الصحابة الکرام رضی الله عنهم اجمعین وقد ظهر المجددون علی رأس کل قرن کما وعد الله رسوله صلی الله علیه وسلم ومن هؤلاء المجددین الامام عمر بن عبد العزیز رضی الله عنه والامام النووی رضی الله عنه وغیرهم من الائمة الاعلام"

یعنی اسلام میں بھی تجدید ہے۔ جو ہر زمانہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ تجدید اسلام کی ان پہلی تعلیمات کی طرف رجوع کا ہی نام ہے۔ جو کہ قرآن مجید اور پاکیزہ سنت نبویہ میں بیان ہو چکی ہیں۔ اور اسی تجدید کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اشارہ فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالے ہر صدی کے سر پر مجدد کو مبعوث کرتا رہے گا۔ جو کہ اس امت کے دینی امر کی تجدید کیا کرے گا۔ اور اس دین کی تجدید اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ کہ اصل اسلام کی طرف لوٹا جائے۔ جیسا کہ صحابہ کرام نے سمجھا تھا۔ اور جیسا کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول سے وعدہ فرمایا تھا۔ ویسا ہی ہر صدی کے سر پر مجدد ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ انہی مجددوں میں سے امام عمر بن عبد العزیز اور امام نووی وغیرہما بزرگ امام ہیں۔

حدیث نبوی کی تصدیق اور گذشتہ ہر صدی کے سر پر مجدد کے آنے کے ذکر کے بعد موجودہ زمانہ کی حالت کا بایں الفاظ ذکر کیا ہے۔

"ونحن فی هذا العصر الذی ركدت فیه حیاة الاسلام الصحیحة وحمی التکالب علی المادة والعصیان تحتاج الی التجدید الاسلامی الخالص ...... نحن فی حاجة الی طائفة من المجددین ینفخون فی قلوبنا وعقولنا ونفوسنا روح الاسلام النافع المفید المقتبس من الاسلام وحده فالاسلام هو العلاج الناجع لادوائنا والدواء الشافی لاسقامنا"

یعنی ہم اس زمانہ میں جبکہ اسلام کی حقیقی سپرٹ مٹ گئی ہے۔ اور مادہ پرستی اور نافرمانی کا بازار گرم ہے۔ یقیناً خالص اسلامی تجدید کے محتاج ہیں۔ ہمیں ایسے مجددین کی ضرورت ہے۔ جو ہماری جانوں، عقلوں اور دلوں میں مفید اور نفع رساں اسلامی روح پھونک دیں۔ جو محض اسلام سے مقتبس ہو۔ کیونکہ صرف اسلام ہی ہماری بیماریوں کا حقیقی و شفا بخش علاج ہے۔

آخر مضمون کے خاتمہ پر مضمون نگار بے ساختہ پکار اٹھتا ہے :-

"اللهم جددنا بالتجدید الاسلامی العظیم بفضلك یا مولانا یا حلیم یا کریم"

(رسالہ "الاسلام" ۱۰ فروری ۱۹۳۴ء)

یعنی اے خدا ہمیں عظیم الشان اسلامی تجدید سے اپنے فضل کے ماتحت بہرہ ور کر۔ تیرے ہی فضل کا سہارا ہے۔ اے میرے پیارے آقا اے علیم و کریم خدا۔

ناظرین کرام! آپ نے دیکھا۔ کہ عالم اسلامی کس طرح موجودہ صدی کے مجدد کیلئے مضطرب و بے قرار ہے۔ اور اس ضرورت کا ہر کس و ناکس کو اعتراف ہے۔ اب غور فرمائیں۔ کہ اس صدی کے سر پر مبعوث ہونے والا مجدد اگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہیں ہیں۔ تو اور کون ہے؟

فراموشت شد اے قوم احادیث نبی اللہ
کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شود پیدا

خاکسار اللہ دتا جالندہری

قابلِ توجہ موصیان

دفتر ہذا میں بہت سی وصیتیں قابل تعمیل پڑی ہوئی ہیں۔ ان میں سے بہت سی تو ایسی ہیں جنکا شرط اول اور اعلان وصیت ابھی تک نہیں آیا۔ اور بہت سی ایسی ہیں جن کے تصدیقی فارم دوستوں کی خدمت میں بھیجے ہوئے ہیں۔ لیکن انہوں نے ابھی تک واپس نہیں فرمائے۔ جن دوستوں کی خدمت میں کسی موصی کے فارم پہنچے ہوں۔ وہ جلدی واپس فرمائیں۔ تاکہ وصیتیں مکمل ہوکر منظور ہو سکیں۔ اور جن موصیوں سے شرط اول اور اعلان وصیت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ وہ بھی بہت جلدی مطلوبہ

تقرر عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ

یکم مئی ۳۴ء لغایت ۳۰ اپریل ۳۵ء

پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ بہار

جنرل سیکرٹری — پروفیسر عبد الباقی صاحب ایم۔ اے
سکرٹری تبلیغ — مولوی محمد احسان الحق صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — مولوی علی احمد صاحب ایم۔ اے
سکرٹری امور عامہ، " خارجہ — مولوی اختر علی صاحب
سکرٹری ضیافت — مولوی اختر علی صاحب
سکرٹری تالیف و تصنیف — مولوی حکیم خلیل احمد صاحب
سکرٹری مال، محاسب — مولوی سید وزارت حسین صاحب
آڈیٹر — مولوی محمد سمیع صاحب ایم۔ اے

ڈسٹرکٹ انجمن احمدیہ ہزارہ

پریذیڈنٹ — سید پیر محمد زمان شاہ صاحب وکیل
جنرل سکرٹری — ڈاکٹر فیروز الدین صاحب
سیکرٹری تبلیغ — سید محمد مقصود علی صاحب

زنجبار (افریقہ)

پریذیڈنٹ — مسٹر عبد الغنی صاحب کرک
سکرٹری تبلیغ، سکرٹری تعلیم و تربیت، سکرٹری امور عامہ — ڈاکٹر چوہدری محمد شاہ نواز خان صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری — مسٹر عبد الغفور صاحب کرک

کلکتہ

جنرل سکرٹری — میاں محمد صدیق صاحب
اسسٹنٹ " — محمد رفیق صاحب اسلم
سکرٹری تبلیغ — ڈاکٹر محمد حسین خان صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ — محمد رفیق صاحب اسلم
سکرٹری مال — بابو محمد رفیق صاحب
سکرٹری وصایا — مولوی انعام رسول صاحب
" تعلیم و تربیت — پروفیسر عبد القادر صاحب ایم اے
اسسٹنٹ " "، آڈیٹر — دوست محمد صاحب (دھنوانی پور)
سکرٹری امور عامہ، " خارجہ — مولوی دولت احمد خان صاحب پلیڈر
خزانچی — ایس محمد ابن فضل کریم اینڈ کو

مظفر پور (بہار)

پریذیڈنٹ — ملک محمد اسمٰعیل صاحب
سکرٹری تبلیغ و مال — غلام مصطفیٰ صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب

دہلی

جنرل سکرٹری — مولوی اکبر علی صاحب
سکرٹری تبلیغ و تالیف و تصنیف — مولوی عبد الحمید صاحب منشی فاضل
جائنٹ سکرٹری تبلیغ — ماسٹر محمد حسن صاحب آسان
سکرٹری مال — مولوی غلام حسین صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — مولوی عبد المجید صاحب بی۔ اے
جائنٹ سکرٹری تعلیم و تربیت — چوہدری عبد الحی خان صاحب، شیخ خادم حسین صاحب
سکرٹری امور عامہ و خارجہ — میر مہدی حسین صاحب

ڈیرہ اسمٰعیل خاں

پریذیڈنٹ — ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب
سکرٹری تبلیغ — منشی مہر خان صاحب
سکرٹری امور عامہ — چوہدری خلیل الرحمن صاحب بی۔ اے
سکرٹری مال — ملک فضل احمد صاحب

ٹوپی ضلع پشاور

جنرل سیکرٹری و سکرٹری مال — سید محمد منیر شاہ صاحب
سکرٹری تبلیغ — مجید اللہ خان صاحب
" تعلیم و تربیت — نثار احمد خان صاحب
سکرٹری امور عامہ و خارجہ — صوبیدار خوشحال خان صاحب
سکرٹری وصایا و تالیف و تصنیف — حیدر خان صاحب
ضیافت — عبد اللہ بابا صاحب

سکھر

پریذیڈنٹ و محاسب — شیخ نیاز محمد صاحب
جنرل سکرٹری — محمد بدعلی صاحب
سکرٹری تبلیغ — میاں عبد الرحمن صاحب

گوٹھ مہر بوٹا چک نمبر ۲۷۰ الف (سندھ)

پریذیڈنٹ۔ جنرل سکرٹری۔ سکرٹری مال — صوفی غلام محمد صاحب
سکرٹری تبلیغ — مہر مہر الدین صاحب
جائنٹ سکرٹری تبلیغ — اللہ دتہ صاحب و غلام محی الدین صاحب

کوٹ احمدیاں چک نمبر ۱۰۱ (سندھ)

پریذیڈنٹ۔ جنرل سکرٹری۔ سکرٹری مال — چوہدری غلام حیدر صاحب
سکرٹری تبلیغ — مولوی رحیم بخش صاحب
جائنٹ سکرٹری تبلیغ — چوہدری غلام قادر صاحب، رحیم بخش صاحب درزی

سہارنپور

پریذیڈنٹ — مولوی نقیر اللہ خان صاحب
جنرل سیکرٹری — بابو محمد حنیف صاحب
سکرٹری تبلیغ — مولوی علاؤ الدین خان صاحب
نائب " " — محمود اللہ خان صاحب
" " (برائے دیہات) — میاں رحمت علی صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — میاں سبحان بخش صاحب
" امور عامہ — شیخ فضل حق صاحب
محاسب — شیخ ضیاء الحق صاحب

پونچھ (کشمیر)

پریذیڈنٹ — منشی دانشمند خان صاحب
سکرٹری — منشی نواب علی خان صاحب

کنوئیاں (پونچھ)

پریذیڈنٹ — سردار حسین خان صاحب
سکرٹری — عبد الحمید خان صاحب
سکرٹری مال و امین — سردار عباس علی خان صاحب

پٹیالہ

جنرل و سکرٹری و سکرٹری تعلیم و تربیت — مولوی عبد العزیز صاحب
سکرٹری تبلیغ — مولوی محمد حسین صاحب
سکرٹری مال — مولوی سراج الحق صاحب
سکرٹری امور عامہ — بابو عبد الرزاق صاحب
" امور خارجہ — حافظ عبد السلام صاحب
سکرٹری وصایا — مولوی محمد ظہور صاحب
سکرٹری تالیف و تصنیف، آڈیٹر — بابو امیر عالم صاحب
سکرٹری ضیافت — بابو محمد افضل صاحب
محاسب — شیخ ولی محمد صاحب

کوئٹہ

جنرل سکرٹری۔ جائنٹ سکرٹری تبلیغ۔ سکرٹری تالیف و تصنیف — چوہدری احمد جان صاحب کلرک آرسنل
سکرٹری مال۔ محاسب۔ سکرٹری تعلیم و تربیت۔ سکرٹری وصایا — مولوی محمد عبد اللہ صاحب کلرک آرسنل
سکرٹری امور عامہ و امور خارجہ، اسسٹنٹ جنرل سکرٹری، " سکرٹری تالیف و تصنیف، آڈیٹر — بابو محمد عبد اللہ صاحب کلرک میونسپل کمیٹی
سکرٹری تبلیغ — شیخ کریم بخش صاحب
" ضیافت — مرزا اکبر بیگ صاحب

منٹگمری

پریذیڈنٹ — چوہدری محمد شریف صاحب پلیڈر

جنرل سکرٹری }
سکرٹری امور عامہ } چوہدری محمد لطیف صاحب

سکرٹری تبلیغ }
سکرٹری تالیف و تصنیف } بابو غلام حسین صاحب

" وصایا - - - - - - - بابو فیض احمد صاحب
" مال - - - - - - نذیر احمد خانصاحب

فیروز پور شہر

جنرل سکرٹری - - - - - - حکیم عبد العزیز صاحب
سکرٹری تبلیغ - - - - - - میاں محمد علی صاحب
" تعلیم و تربیت - - - بابو محمد فاضل صاحب
" امور عامہ }
" " خارجہ } - - - بابو فیض الحق خانصاحب
" وصایا }
" مال - - - - - - - بابو عبد العزیز صاحب
" ضیافت - - - - - - بابو امجد حسین صاحب
محاسب - - - - - - بابو محمد جمیل احمد خانصاحب
آڈیٹر - - - - - - بابو ضیاء الحق خان صاحب
سکرٹری تالیف و تصنیف - - - مولوی محمد حسین صاحب

فیروز پور چھاؤنی

پریذیڈنٹ - - - - - - - ڈاکٹر محمد رمضان صاحب
وائس پریذیڈنٹ }
سکرٹری تبلیغ - سکرٹری تعلیم و تربیت } بابا جان محمد صاحب
"
سکرٹری مال و جنرل سکرٹری - - - بابو احمد جان صاحب

سیالکوٹ

جنرل سکرٹری - - - - - - چوہدری شاہ نواز صاحب وکیل
سکرٹری تبلیغ - - - - - - مولوی نذیر احمد صاحب
" تعلیم تربیت }
" تالیف و تصنیف } ڈاکٹر محمد الدین صاحب
"
" مال - - - - - - حاجی شیر خان صاحب
" ضیافت - - - - بابو قاسم الدین صاحب
آڈیٹر - - - - - - - بابو محمد حیات صاحب

وزیر آباد

پریذیڈنٹ - - - - - چوہدری عزیز اللہ صاحب وکیل
جنرل سکرٹری - سکرٹری مال - - - ماسٹر فضل الٰہی صاحب
سکرٹری تبلیغ - سکرٹری تعلیم و تربیت - بابو شاہ محمد صاحب
سکرٹری امور عامہ }
" " خارجہ } - - - - بابو محمد صدیق صاحب
"
" وصایا - - - - - - مستری مہر اللہ صاحب

ناظر اعلےٰ قادیان

آفتاب ہال علی گڑھ

طلبائے کے لئے ایک ضروری اعلان

آج کل کالج کی تعلیم کے اخراجات جس قدر بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اسکی زیادتی خرچ کو دیکھتے ہوئے پنجاب گورنمنٹ نے پنجاب کے مختلف اضلاع میں ایف۔ اے تک کے اور بعض صورتوں میں بی۔ اے تک کے کالج جاری کئے ہیں جن میں لاہور کے مرکزی کالجوں کی نسبت بہت کم خرچ ہوتا ہے۔ اور اب معلوم ہوا کہ علی گڑھ میں بھی اسی غرض و غایت کے ماتحت ایک نیا بورڈنگ ہوس کھولا گیا ہے۔ جسکا نام آفتاب ہال ہے۔ اس بورڈنگ ہوس میں اخراجات بہت ہی کم رکھے گئے ہیں یعنی بورڈنگ کے اخراجات کا اندازہ سترہ روپے ماہوار مقرر کیا گیا ہے۔ جس میں فیس کھانا۔ ناشتہ روشنی۔ چندہ ورزش۔ چندہ طبی وغیرہ سب شامل ہیں۔ کالج کی فیس جو علی گڑھ کے ایف۔ اے میں چھ روپے ماہوار ہے اس کے ساتھ بورڈنگ کا سترہ روپے کا خرچ شامل ہو کر کل اندازہ ۲۳ روپے ماہوار کا بنتا ہے۔ جو متفرق خرچ شامل کر کے ۲۵ روپے ماہوار تک سمجھنا چاہیئے۔ چونکہ یہ اندازہ بھی پنجاب کے اکثر ضلع وار اور ریاستی کالجوں کے خرچ کے اندازے کے برابر ہے۔ اس لئے ہمارے نوجوانوں کو علی گڑھ کالج کے اس جدید ہوسٹل سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اس طرح ان کو ایک مرکزی حیثیت کا کالج کم خرچ پر میسر آسکتا ہے

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

جے۔ اے وی استانی کی ضرورت

احمدیہ نصرت گرلز سکول قادیان کے لئے جے۔ اے۔ وی استانی کی ضرورت ہے۔ اس استانی کو ترجیح دی جائے گی جس نے میٹرک میں پورا حساب لیا ہو۔ درخواستیں آخر مئی تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی ضروری ہیں۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

قابلِ فروخت مکان

دار الامان کے مشرقی سمت ایک مکان $\frac{۱}{۲}$۷۳ فٹ × $\frac{۱}{۲}$۴۰ فٹ لمب ڈھاب مشتمل بر دو کوٹھڑی اور فراخ صحن قابل فروخت ہے نصف رہائشی جگہ اور نصف صحن ہے۔ شرقی اور پچھلی دیوار غلانی ہے۔ باقی عمارت سب خام ہے۔ مکان کا حدود اربعہ حسب ذیل ہے۔ شمال میں مکان مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال۔ جنوب زرعی زمین۔ شرقاً شارع عام ہے غرباً ڈھاب۔ ضرورتمند احباب نظارت امور عامہ کے ذریعہ قیمت کا فیصلہ کریں ؛

پونچھ میں اہلحدیثوں سے کامیاب مناظرہ

احمدیت کی نمایاں کامیابی

مورخہ ۱۴ اگست کو پونچھ میں مبلغ مولوی احمد الدین صاحب گکھڑوی مبلغ اہلحدیث سے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ قرار پایا۔ اور وقت ۱۰ بجے مقرر ہوا۔ جب ساڑھے دس بجے اہلحدیث کے مبلغ تشریف لائے۔ تو مولوی کرم الدین صاحب نے طے شدہ شرائط میں ترمیم کی درخواست کی۔ جس پر خواجہ غلام احمد صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ پونچھ نے ایسے مدلل پیرایہ میں تردید کی۔ کہ انہیں خاموش ہو جانا پڑا۔ پھر مناظرہ مابین مولوی محمد حسین صاحب احمدی مبلغ و مولوی احمد الدین صاحب مبلغ اہلحدیث شروع ہونے کی تجویز ہوئی۔ مولوی کرم الدین صاحب نے جو اہلحدیثوں کے صدر تھے۔ تجویز پیش کی۔ کہ مدعی اہلحدیث مبلغ ہو گا۔ اس پر خواجہ غلام احمد صاحب نے فرمایا۔ کہ جب آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے مدعی ہیں۔ تو مناظرہ کیسا۔ اس پر مولوی صاحب کو یہ بات بھی ترک کرنی پڑی۔ آخر مناظرہ $\frac{۱}{۲}$ ۱۱ بجے شروع ہوا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے تقریر کی۔ جس میں حضرت مسیح کی آمد ثانی کے متعلق تشریح کی۔ اور پبلک پر واضح کیا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی جنکو قرآن پاک بار بار فوت شدہ بتلاتا ہے۔ انتظار فضول ہے۔ اب مسیح موعودؑ اسی امت میں سے ہوگا اور وہ حضرت مرزا صاحب ہیں۔ قرآن پاک نے جو معیار انبیاء کے لئے مقرر کئے ہیں۔ وہ سب آپ پر صادق آسکتے ہیں۔ ان معیاروں میں سے کسی ایک کی بھی تردید نہیں کی جا سکتی۔ مولوی احمد الدین صاحب مناظر اہلحدیث نے بجائے ان امور کی تردید کرنے کے محمدی بیگم والی پیشگوئی پر مذاقیہ لہجہ میں اعتراضات کرنے شروع کر دیئے۔ اور مناظرہ کے اختتام تک یہی رٹ جاری رکھی۔ اس کے جواب میں حضرت یونسؑ والی عذاب کی پیشگوئی کے ٹل جانے کو پیش کیا گیا۔ لیکن اہلحدیث مناظر نے اس کو چھوا تک نہیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے اس کا پبلک پر گہرا اثر ہوا۔ میدان مناظرہ میں اہلحدیث مناظر نے بدزبانی شروع کر دی۔ اور ناگفتہ بہ الفاظ کہے۔ آخر احمدی مبلغ کے توجہ دلانے پر اسے اپنی بدزبانی خود محسوس ہوئی اور آئندہ کے لئے مہذب طریق سے گفتگو کرنے کا وعدہ کیا پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کے آخری فیصلے والا اشتہار پیش کیا۔ اور بیان کیا۔ کہ مرزا صاحب اپنی دعا کے مطابق مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں فوت ہوئے اس پر مولوی محمد حسین صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اپنے الفاظ جنمیں یہ لکھا ہے۔ کہ یہ طریق فیصلہ مجھے ہرگز منظور نہیں اور کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے پڑھ کر سنائے یہ سنکر سامعین کی موجودگی میں ہی جو کم از کم

دو صد بنگے۔ مولوی عبدالرحیم نے کہا مولوی ثناء اللہ کو دفعہ کرو ہمیں اُن سے کیا واسطہ۔ دلائل میں ناکام رہ کر مخالف مناظر نے پبلک کو یہ کہہ کر بھڑکانا شروع کیا۔ کہ مرزا صاحب نے علماء کو بدذات فرقہ کہا۔ اور سخت گالیاں دی ہیں۔ اس پر جب مولوی محمد حسین صاحب نے امر واقعہ کے لحاظ سے قرآن کریم و احادیث صحیحہ میں سے بعض الفاظ نکال کر دکھلائے تو چلانا شروع کر دیا۔ اور جب اصل عبارت حضرت مرزا صاحب کی دکھلائی جس میں درج ہے۔ کہ ان علماء میں سے شریف فرقہ مولویان مستثنیٰ ہے۔ تو مبہوت ہو کر رہ گئے۔ اس کا بھی خدا کے فضل و کرم سے اچھا اثر ہوا۔

دوران مناظرہ میں ایک حدیث کے لئے مخالف مولوی نے دس روپیہ انعام رکھا۔ ایک اور شخص مولوی محمد شاہ سامعین میں سے چلا اٹھا۔ کہ میں یک صد روپیہ دوں گا۔ مولوی محمد حسین صاحب احمدی مبلغ نے دونوں رقوم جمع کر دینے کا مطالبہ کیا۔ تو انکار کر گئے۔ اس کا بھی پبلک پر اچھا اثر ہوا۔ کہ پہلے حدیث دکھلانے والے کے لئے انعام رکھا۔ لیکن پانچ منٹ کے بعد بدل گئے۔

مولوی محمد حسین صاحب احمدی مبلغ نے اہل حدیث مولوی صاحب کو قرآن و حدیث کی طرف لانے کی از حد کوشش کی۔ لیکن ادہر رخ تک نہ کیا۔ کیونکہ انہیں نظر آتا تھا۔ کہ جو معیار قرآن و حدیث نے صادقوں کے لئے مقرر فرمائے ہیں ان کے مطابق حضرت مرزا صاحب صادق ثابت ہو جاتے ہیں مناظرہ کی ابھی آخری تقریر باقی تھی۔ جس کے لئے مولوی محمد حسین صاحب اٹھے۔ لیکن اہل حدیث مولوی صاحب نے لوگوں پر اثر ہوتا دیکھ کر لیئے اور گرد پبلک اکٹھی کر لی۔ اور حسب عادت کچھ دو ورقہ ٹریکٹ دو دو تین تین آنہ کو بیچنے شروع کر دئے۔ مولوی کرم دین صاحب صدر نے تو حد ہی کر دی انہوں نے جلسہ برخاست کرنے کا بھی اعلان کر دیا۔ تاکہ پبلک متاثر نہ ہو۔ جب انہوں نے راہ فرار اختیار کی۔ تو میاں حبیب احمد صاحب احمدی نے ٹریکٹ "اکیس ہزار روپیہ کے انعامات اور مولوی ثناء اللہ صاحب" "طلوع احمدیت" پبلک میں مفت تقسیم کئے۔

جماعت احمدیہ کی موجودگی میں تمام غیر احمدی میدان مناظرہ سے چلے گئے۔ احمدیوں نے جو دور و نزدیک کے دیہات سے بھی آئے ہوئے تھے۔ اسی جگہ نماز ظہر و عصر ادا کی۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے قریباً ایک گھنٹہ بعد روانہ ہوئے۔

(خاکسار۔ پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ پونچھ)

انجمن تبلیغ الاسلام کلکتہ کا مناظرہ سے فرار

انجمن احمدیہ کلکتہ کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجہ میں حق پسند طبائع کا احمدیت کی طرف رجحان اور پھر سلسلہ احمدیہ سے ان کی وابستگی دشمنان صداقت کو ایک آنکھ نہ بھائی۔ اور انہوں نے ہر جائز و ناجائز طریق سے احمدیت کی اشاعت کو روکنا چاہا۔ ایک شخص مولوی محمد یوسف امرت سری کو مستقل طور پر کلکتہ بلا لیا۔ اس پر مرکز کی طرف سے مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل کو کلکتہ میں متعین کیا گیا۔ آپ کی آمد پر سلسلہ تبلیغ میں مزید وسعت پیدا ہو گئی۔ جب غیر احمدیوں نے دیکھا۔ کہ انفرادی طور پر احمدی تبلیغ حق میں کامیاب ہو رہے ہیں تو انہوں نے جماعت احمدیہ کلکتہ کو تحریری طور پر دعوت مناظرہ دی۔ جسے فوراً قبول کر کے بقید وقت و مکان غیر احمدیوں کو تصفیہ شرائط کے لئے مدعو کیا گیا۔ کئی دفعہ لیت و لعل کے بعد مولوی محمد یوسف صاحب معہ چند رفقاء کے تصفیہ شرائط کے لئے تشریف لائے۔ ہم نے کئی ایک معقول وجوہات کے اظہار کے بعد یہ تجویز پیش کی۔ کہ مناظرہ تحریری ہونا چاہیئے۔ لیکن انجمن تبلیغ الاسلام کے نمائندوں نے تحریری مناظرے سے صاف انکار کر دیا۔ اور جب اس انکار کی معقول وجہ دریافت کی گئی۔ تو جواب ملا کہ ہماری مرضی۔ وجہ معقول ہو یا غیر معقول ہم تحریری مناظرہ کے لئے تیار نہیں۔ ان کے اس رویہ کو دیکھ کر ہم نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ آپ کے مناظر صاحب تقریر کریں۔ اور شارٹ ہینڈ والا اسے ضبط کر لے۔ یہ کہنا تھا۔ کہ مولوی محمد یوسف صاحب نے شیخی بگھارنا شروع کی "اجی میں پنجاب میں واحد مولوی ہوں۔ کوئی شارٹ ہینڈ والا میری تقریر نوٹ نہیں کر سکتا۔" ہم نے کہا شارٹ ہینڈ والا تقریر درست کر کے آپ کو دے دیگا۔ آپ اسے پڑھ لیں اور کاٹ چھانٹ کرنے کے بعد دستخط کر کے وہ پرچہ ہمارے مناظر کے حوالہ کر دیں۔ مگر مولوی صاحب نے اسے بھی منظور نہ کیا۔ مولوی صاحب کی اس مضحکہ خیز حرکت پر ان کے غیر احمدی رفقاء بھی شرمندہ ہو رہے تھے۔ ہم نے ہزار سمجھایا۔ کہ جب ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ شارٹ ہینڈ والے کی درست کردہ تقریر کو آپ پڑھنے اور قطع و برید کرنے کے بعد اس پر دستخط کر کے فریق مقابل کے سپرد کر دیں۔ تو پھر آپ شارٹ ہینڈ والے کا امتحان لینے پر بے جا اصرار کیوں کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک سند یافتہ شارٹ ہینڈ والا آپ ایسے دقیانوسی مولوی کو امتحان کیوں دینے لگا۔ مگر "زمین جنبد نہ جنبد" کے مصداق مولوی صاحب ٹس سے مس نہ ہوئے۔ اور آخر شرائط طے کئے بغیر اٹھ کر چل دئے۔ ازاں بعد بغرض اتمام حجت ہم نے تحریری طور پر مدلل کر کے شرائط نامہ انجمن تبلیغ الاسلام میں بھجوا دیا۔ مگر آج تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ تحریری اور بالمشافہ ہر طرح یاد دہانی کرائی گئی۔ مگر صدائے برنخواست۔ بعض معزز غیر احمدیوں نے صاف طور پر ہمارے سامنے اعتراف کیا کہ راز دراصل یہ ہے۔ کہ ہمارے مولوی صاحب تحریری مناظرہ کے اہل نہیں۔ وہ پرانی طرز کے آدمی ہیں۔ اس لئے موجودہ زمانے کے نشیب و فراز سے ناواقف ہیں۔ انہیں کیا معلوم ہے۔ کہ شارٹ ہینڈ کس بلا کا نام ہے۔

غرض انجمن تبلیغ الاسلام کلکتہ دعوت مناظرہ تو دے بیٹھی مگر اب "پائے رفتن نہ جائے ماندن" کے مصداق عجب کشمکش میں مبتلا ہے۔ (خاکسار۔ سید کریم بخش از کلکتہ)

احمدیانِ بنگہ پر تشدد
حکام بالا توجہ کریں

جماعت احمدیہ بنگہ مدت سے مخالفین کے مظالم کا تختہ مشق بنی ہوئی ہے۔ اور اب مخالفین حد سے بڑھتے جا رہے ہیں رچنانچہ ۱۵ اپریل کو بر سر بازار بوقت ساڑھے تین بجے چند احمدیوں کو زد و کوب کیا گیا۔ مولوی فضل الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ بنگہ اور مولوی عتیق الرحمان صاحب نو احمدی کے ضربات آئیں۔ مولوی فضل الدین صاحب کے سر میں شدید ضرب آئی۔ ڈاکٹری سارٹیفکیٹ لے لیا گیا ہے۔ اس حادثہ کے بعد ایک غیر احمدی کے ہاں چوری ہو جانے پر پولیس نے جماعت احمدیہ بنگہ کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ معزز احمدیوں کی خانہ تلاشیاں کی جا رہی ہیں۔ اور تکلیف دی جا رہی ہے۔ حکام بالا کو فوری توجہ کرنی چاہیئے۔ اور امن پسند احمدیوں کو عوام اور پولیس کے تشدد سے بچانا چاہیئے چوری جیسے شرمناک جرم کے سلسلہ میں احمدیوں کی تلاشیاں لینا اور انہیں تنگ کرنا نہایت ہی افسوسناک امر ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ احمدی محض مخالفین کی کثرت اور شرارت کے باعث اس قسم کی تکالیف اٹھا رہے ہیں۔ اور اس بات کے مستحق ہیں کہ ذمہ دار حکام ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا انتظام کریں۔

(نامہ نگار)

خریداران الفضل جن کو وی پی ہوگی

مفصلہ ذیل فہرست اسماء ان خریداران الفضل کی ہے جن کا چندہ ۱۶ مئی و ۱۵ جون کے مابین کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ مہربانی فرماکر ۴ جون سے پہلے پہلے بذریعہ منی آرڈر یا محاسب صدر انجمن یا دستی ہمیں چندہ پہنچا دیں۔ ورنہ حسب معمول وی پی ہوں گے۔ جن کو وصول فرماکر شکرگذار بنائینگے (مینیجر)

نمبر خریداری	نام
۵۷	سید صادق حسین صاحب
۱۳۰	میاں محمد یوسف صاحب
۱۳۱	چوہدری نذیر احمد صاحب
۱۸۱	منشی غلام حیدر صاحب
۱۰۴۰	منشی غلام حسین صاحب
۱۰۷۴	منشی محمد عالم صاحب
۱۶۷۸	مولوی غلام محمد صاحب
۱۷۱۷	چوہدری بشارت علی خان
۱۷۴۱	جان محمد صاحب
۱۷۹۳	شیخ کریم اللہ صاحب
۲۳۲۹	بابو نصیر احمد صاحب
۲۵۴۷	سید شجاعت حسین صاحب
۲۵۸۳	چوہدری نعمت اللہ صاحب
۲۵۹۶	سلطان احمد صاحب
۲۸۳۵	عزیز اللہ خان
۲۹۵۵	محمد رفیق صاحب
۳۴۷۳	ہدایت اللہ صاحب
۳۶۱۱	منشی جھنڈے خان
۳۷۲۵	مرزا اکبر بیگ صاحب
۳۸۴۲	رفیع الدین احمد صاحب
۳۸۴۶	منشی الطاف حسین خان
۳۹۷۱	محمد میاں صاحب
۴۱۸۹	بابو فضل الٰہی صاحب
۴۴۰۵	محمد حنیف خان صاحب
۴۴۱۸	خان صاحب برکت علی صاحب
۴۴۵۰	منشی محمد عبد اللہ صاحب
۴۷۵۹	حافظ عبد السلام صاحب
۴۸۸۵	ڈاکٹر عبد الکریم صاحب
۴۹۲۵	ایم عبد الرحیم صاحب
۵۲۳۱	چوہدری محمد بخش صاحب
۵۳۱۶	خلیل شاہ صاحب
۵۵۱۵	فضل الدین صاحب
۵۶۸۲	عبد الشکور صاحب
۵۷۴۳	محمد شریف صاحب
۵۷۷۸	محمد عبد الستار صاحب
۵۹۷۴	محبوب علی شاہ صاحب
۶۰۷۴	محمد اکرم خان صاحب
۶۱۲۲	عبد الرشید صاحب
۶۴۳۶	بابو احمد جان صاحب
۶۵۹۴	محمد خان صاحب
۶۹۱۱	ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب
۶۹۲۱	حشمت علی صاحب
۶۹۲۴	دوست محمد صاحب
۶۹۳۳	میر عبد الرحمٰن صاحب
۷۰۶۲	احمد الدین صاحب
۷۱۸۸	بابو عبد العزیز صاحب
۷۳۲۹	خانبہادر چوہدری محمد الدین صاحب
۷۴۱۳	شیخ عبد العلیم صاحب
۷۴۶۱	بابو عبد الغنی صاحب
۷۵۵۳	محمد حنیف صاحب
۷۵۶۲	ماسٹر محمد شفیع صاحب
۷۶۵۰	سید مہدی حسین صاحب
۷۷۶۳	اے آر صوفی صاحب
۷۸۴۰	پیر عبد العلی صاحب
۷۸۴۶	سید تبارک حسین صاحب
۷۹۲۳	بدیع الزمان خانصاحب
۷۹۲۸	عبد المجید صاحب
۷۹۴۳	اہلیہ شیخ حامد علی صاحب
۷۹۴۶	محمد اکرم صاحب
۷۹۵۶	دوست محمد صاحب
۷۹۸۱	نواب ادیب یار جنگ بہادر
۸۰۳۶	نصیر احمد صاحب
۸۱۴۴	عبد الحق صاحب
۸۱۵۰	منشی غلام محمد صاحب
۸۱۷۵	ڈاکٹر کریم الدین صاحب
۸۱۹۹	خانزادہ امیر اللہ خانصاحب
۸۲۶۱	میاں مدد علی صاحب
۸۳۰۰	حکیم فتح الدین صاحب
۸۳۲۳	فضل محمد خان صاحب
۸۳۸۷	مرزا جان عالم صاحب
۸۴۱۲	شیخ رحیم بخش صاحب
۸۴۵۷	قاضی شاد بخت صاحب
۸۴۵۹	سید وزارت حسین صاحب
۸۴۷۹	اللہ دتہ صاحب
۸۵۰۷	ماسٹر محمد فضل الٰہی صاحب
۸۵۷۳	محمد اشرف صاحب
۸۶۰۵	جلال الدین صاحب
۸۶۱۷	مسٹر رفیع الزمان صاحب
۸۶۴۲	شیخ محمد حسین صاحب
۸۶۴۷	قادر بخش صاحب
۸۶۶۳	بابو غلام حسین صاحب
۸۷۲۰	بابو محمد منیر صاحب
۸۷۵۵	چوہدری کریم بخش صاحب
۸۷۵۹	محمد ابو الحمید صاحب
۸۷۶۱	سید ظہور احمد شاہ صاحب
۸۷۶۴	رکن الدین صاحب
۸۷۶۶	ایم۔ اے غنی صاحب
۸۷۷۳	شیخ خادم حسین صاحب
۸۷۷۷	محمد سعید خان صاحب
۸۸۷۸	محمد عمر صاحب
۸۸۸۱	چوہدری غلام محمد صاحب
۸۹۱۱	بابو عبد الواحد صاحب
۸۹۱۶	عین علی شاہ صاحب
۹۰۰۷	حوالدار مظفر خان صاحب
۹۰۸۹	شیخ سبحان صاحب
۹۰۹۳	چوہدری باغ دین صاحب
۹۰۹۷	مولوی عبد الباقی صاحب
۹۱۵۵	سید حبیب الرحمٰن صاحب
۹۱۸۲	شیخ انعام اللہ صاحب
۹۲۰۲	سردار فیض اللہ خانصاحب
۹۲۲۴	چوہدری پیر محمد صاحب
۹۲۵۳	ماسٹر محمد طفیل صاحب
۹۲۸۴	محمود احمد شاہ صاحب
۹۲۸۶	سید محمد حسین صاحب
۹۳۰۵	عبد القیوم صاحب
۹۳۱۰	شیخ احمد صاحب
۹۳۱۵	ملک غلام محمد صاحب
۹۳۳۶	چوہدری عبد الحی خان صاحب
۹۳۵۰	مسعود احمد صاحب
۹۳۵۴	مرزا محمد اسمٰعیل صاحب
۹۳۸۹	ڈاکٹر محمد احمد صاحب
۹۴۴۶	شیخ عبد الغنی صاحب
۹۴۶۰	بشیر احمد صاحب
۹۴۸۲	خواجہ محمد شریف صاحب
۹۵۱۶	چوہدری فضل داد خان
۹۵۷۰	چوہدری حسن محمد صاحب
۹۵۷۱	چراغ الدین صاحب
۹۵۷۹	غلام علی صاحب
۹۵۸۲	محمد نثار احمد صاحب
۹۵۸۸	اے حمید صاحب
۹۵۹۱	محمد نثار اللہ خان صاحب
۹۵۹۳	مولوی محمد فضل صاحب
۹۶۰۵	مولوی محمد علی صاحب
۹۶۲۸	منشی محمد ابراہیم صاحب
۹۶۳۲	محمد یعقوب خان صاحب
۹۶۴۸	اللہ داد خان صاحب
۹۶۸۲	سید محمد شاہ صاحب
۹۶۸۷	ایم ایچ صاحب
۹۷۰۷	محمد شریف خان
۹۷۱۷	عبد الرحمٰن صاحب
۹۷۴۸	چوہدری محمد حیات صاحب
۹۷۶۸	محمد عبد القادر صاحب
۹۸۲۳	رسول شاہ صاحب
۱۸۰۸	پریذیڈنٹ میڈیکل سٹوڈنٹ
۹۸۲۷	شیر علی خان صاحب
۹۸۲۸	منشی صدر الدین صاحب
۹۸۳۷	عبد المالک صاحب
۹۸۳۸	مفتی اظہار حسین صاحب
۹۸۴۱	چوہدری نادر علی صاحب
۹۸۴۸	ڈاکٹر نور احمد صاحب
۹۸۵۰	چوہدری عبد الرشید صاحب
۹۸۵۱	محمد مراد صاحب
۹۸۵۳	منشی رحمت خان صاحب
۹۸۵۴	سید قمر الدین صاحب
۹۸۵۹	شیخ سلطان علی صاحب
۹۸۶۱	احمدیہ لائبریری دہلی
۹۸۶۷	سید عنایت حسین صاحب
۹۹۰۰	قاضی عبد الحق صاحب
۹۹۱۷	محمد عبد الرحمٰن صاحب
۹۹۲۵	محمد شفیع صاحب
۹۹۲۶	خواجہ محمد صدیق صاحب
۹۹۳۵	قاضی عبد الرحمٰن صاحب
۹۹۳۸	لعل محمد صاحب
۹۹۴۰	بابو عبد الغفور صاحب
۹۹۴۳	مستری سلطان بخش صاحب
۹۹۴۵	محمد حنیف صاحب
۹۹۵۰	سید محمد صادق صاحب
۹۹۵۴	منشی برکت علی صاحب
۹۹۶۳	منشی نور الدین صاحب
۹۹۶۵	محمد صادق صاحب
۹۹۷۷	فیض عالم خان صاحب
۹۹۸۱	قریشی نثار احمد صاحب
۹۹۹۱	اللہ دتہ صاحب
۱۰۰۱۳	مولوی غلام حسین صاحب
۱۰۰۴۹	چوہدری مختار احمد صاحب
۱۰۰۵۵	احتشام الحق صاحب
۱۰۰۵۹	منشی عبد الحق صاحب
۱۰۰۶۰	حکیم محبوب الرحمٰن صاحب
۱۰۰۶۶	شیخ مختار نبی صاحب
۱۰۰۶۷	جناب گلزار احمد صاحب
۱۰۰۶۹	غلام حسین صاحب
۱۰۰۷۴	محمد عبد اللہ صاحب
۱۰۰۷۵	ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب
۱۰۰۷۸	سید یوسف اینڈ سنز
۱۰۰۷۹	منصور احمد صاحب
۱۰۰۸۰	سیدہ رزاقیہ بیگم صاحبہ
۱۰۰۸۴	سید مقبول حسین صاحب
۱۰۰۸۵	دی محمود صاحب
۱۰۰۸۶	ایچ۔ آر خان صاحب
۱۰۰۸۷	خان صلاح الدین عتیق صاحب
۱۰۰۹۱	چوہدری سردار خان صاحب
۱۰۰۹۸	مولوی عبد السبوح صاحب
۱۰۱۰۸	سلیم احمد صاحب
۱۰۱۲۲	بابو محمد افضل صاحب
۱۰۱۲۹	غلام محمد صاحب
۱۰۱۳۴	غلام حیدر خان صاحب
۱۰۱۶۴	محمد ذکاء اللہ صاحب
۱۰۱۶۸	نظیر حسین صاحب
۱۰۱۷۸	ڈاکٹر محمد رمضان صاحب
۱۰۱۸۶	عبد الرحمٰن صاحب
۱۰۱۸۹	مولوی محمد منصور صاحب
۱۰۱۹۲	شیخ محمد حفیظ صاحب
۱۰۲۰۸	شیخ محمد نذیر صاحب
۱۰۲۱۲	صدیق حاجی نور محمد صاحب
۱۰۲۱۵	میاں غلام احمد صاحب
۱۰۲۱۹	میاں محمد عمر صاحب
۱۰۲۲۰	ملک عزیز احمد صاحب
۱۰۲۲۲	نذیر احمد صاحب
۱۰۲۲۳	نواب الدین صاحب
۱۰۲۲۴	شیخ عبد الحق صاحب
۱۰۲۲۸	میاں عبد الرحیم صاحب
۱۰۲۲۹	سید علی محمد صاحب
۱۰۲۳۱	شیخ محمد الدین صاحب
۱۰۲۳۴	چوہدری عمر الدین صاحب
۱۰۲۴۱	سید محمد عبد اللہ شاہ صاحب
۱۰۲۴۷	فتح محمد خان صاحب
۱۰۲۷۱	قلیچ خان صاحب
۱۰۲۷۶	حبیب الرحمٰن فضل احمد صاحب
۱۰۲۷۷	جناب عنایت اللہ صاحب
۱۰۲۸۲	میونسپل ٹاؤن ہال امرتسر
۱۰۲۸۷	محمد عثمان صاحب
۱۰۲۸۸	ثناء اللہ صاحب
۱۰۲۹۱	سردار میر عبد الوہاب صاحب
۱۰۲۹۳	فتح محمد صاحب

۱۰۳۰۱ قریشی غلام احمد صاحب ۱۰۳۰۳ چوہدری عصمت اللہ صاحب ۱۰۳۰۴ انچارج محمد اسحٰق صاحب ۱۰۳۰۶ سکرٹری جماعت احمدیہ ۱۰۳۰۷ میر غلام محمد صاحب۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

اعلیٰ حضرت شہریار دکن کے متعلق "الفتح" قاہرہ رقمطراز ہے۔ کہ فلسطین کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ بیت المقدس کی اسلامی یونیورسٹی کے سلسلہ میں حضور نظام نے ایک لاکھ گرانقدر عطیہ مرحمت فرمایا ہے۔ جو فلسطین کی مؤتمر اسلامی کے دفتر کو موصول ہو گیا ہے۔

حادثہ سلطان پور کی تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے ۱۷ مئی کو لفٹننٹ ڈاکٹر عباس علی نے شہادت دیتے ہوئے کہا۔ میں نے مہابیر دل کے اشخاص کو ہندوؤں اور سکھوں میں لاٹھیاں تقسیم کرتے ہوئے دیکھا۔ سکھ کرپانوں سے بھی مسلح تھے۔ مسٹر جمال الدین جو بلدیہ سلطان پور کے سکرٹری ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے لوئیس گن کو دو مرتبہ چلتے دیکھا۔ اس کے پورے دو راؤنڈ چلائے گئے۔ علاوہ ازیں سپاہیوں نے رائفلوں کے ذریعہ بھی گولیاں چلائیں۔ فائرنگ ڈیڑھ منٹ تک جاری رہا

ریاست ہائے ہند کے تحفظ کے قانون کے متعلق ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہ ۲ اپریل ۱۹۳۴ء سے نافذ العمل ہے کیونکہ اسی تاریخ کو گورنر جنرل باجلاس کونسل نے اس پر اپنی منظوری کے دستخط ثبت کر دیئے تھے۔

افغان شہزادے جو الہ آباد میں سکونت پذیر ہیں۔ ان کے متعلق ۱۷ مئی کی اطلاع ہے۔ کہ کچھ عرصہ ہوا۔ حکومت نے انہیں مطلع کر دیا تھا کہ کسی شہزادے کی موت کے بعد اس کے وظائف کا کوئی حصہ بجز خاص حالات کے جاری نہیں رہیگا۔ اس لئے انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی اولاد کو تعلیم دے کر اس قابل بنائیں کہ وہ اپنی معاش پیدا کر سکیں۔ شاہزادگان اس سلسلہ میں اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے مزید الاؤنسوں کی درخواست کر رہے ہیں۔ اور آئینی ذرائع سے کام لے رہے ہیں۔

ڈیلنہ سے ۱۷ مئی کی اطلاع ہے۔ کہ سوراجی ارکان کو یہ کہہ دیا گیا ہے۔ کہ آئندہ انتخابات کا انتظام کانگرس خود کرے گی

موگہ سے ۱۷ مئی کی اطلاع ہے۔ کہ گذشتہ ماہ موضع چوہدری والا تحصیل موگہ کی جو نوجوان لڑکی ہرنام کور ڈاکوؤں کا مردانہ وار مقابلہ کرتی ہوئی زخمی ہوئی تھی۔ حکومت پنجاب نے اسے دو مربع زمین اور ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیا ہے۔ اس قسم کے انعامات اس کے تین بھائیوں کو بھی ملے ہیں۔ دس روپیہ ماہوار وظیفہ اس کی بیوہ ماں کو دیا جائے گا۔ کیونکہ اس کا باپ ڈاکوؤں کے ساتھ جنگ میں زخمی ہو کر فوت ہو گیا۔ اس موقعہ پر تین ڈاکو مارے گئے تھے۔

ہندوستان و افغانستان کے تجارتی وفد کا ۱۷ مئی کو شملہ میں آخری اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں رپورٹ کے مسودہ پر غور کیا گیا۔

پشاور سے ۱۷ مئی کی اطلاع ہے۔ کہ کابل کے فوجی مدرسہ کے طلباء کو جنہوں نے نصاب تعلیم کی تکمیل کر لی ہے۔ سارٹیفکیٹ اور تلواریں عطا کی گئیں۔ عطائے اسناد کی تقریب ایک شاندار اجتماع کے روبرو عمل میں آئی۔ شرکاء میں وزیر اعظم۔ وزیر جنگ۔ سکرٹری صاحبان اور محکمہ جات کے اعلیٰ افسران خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حکومت آسام کی طرف سے ایک کمیونک جاری ہوا ہے جس میں صوبہ کی آبادی کو یہ یقین دلایا گیا ہے۔ کہ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری انتہائی احتیاط کے ساتھ استعمال کیا جائیگا لوگوں سے بھی اپیل کی گئی ہے۔ کہ وہ وقت کی نزاکت کو محسوس کریں۔ اور دہشت انگیزی کو صوبہ میں مستقل طور پر قائم نہ ہونے دیں۔

ریاست گوالیار نے الہ آباد سے ۱۷ مئی کی اطلاع کے مطابق حال ہی میں شاردا ایکٹ کی مانند اپنے یہاں ایک قانون نافذ کیا ہے۔ جس کے رو سے صغر سنی کی شادیاں ممنوع قرار دیدی گئی ہیں۔

قونصل جنرل افغانستان متعینہ ہند نے اخبارات کو ایک بیان بغرض اشاعت بھیجا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ سابق والی کابل نادر شاہ محاصل جنگی۔ اموال درآمد و برآمد پر اعتبار کی محصول۔ نیز اشیاء منتقلہ کا چوتھائی حصہ کلیتہً معاف کر دینا چاہتے تھے۔ لیکن چونکہ سابق حکومتوں کے عہد میں اشیاء درآمد و برآمد کے اعداد و شمار کے تعین کا انتظام نہ تھا۔ اس لئے وہ مذکورہ بالا خیالات کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ اب چونکہ وزارت تجارت نے تجارتی اشیاء درآمد برآمد کے شمار کا انتظام کر لیا ہے اس لئے مذکورہ بالا محاصل کو جو اگرچہ حکومت کی خاص آمدنی کا ذریعہ ہیں معاف کیا جاتا ہے۔

کانگرس کے سوشلسٹوں کا ۱۷ مئی کو پٹنہ میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں ۱۳۰ سے زائد مندوبین نے شرکت کی۔ کافی بحث کے بعد یہ منظور ہوا۔ کہ لاہور کانگرس میں مجالس وضع آئین کے بائیکاٹ کے متعلق جو قرارداد منظور کی گئی تھی۔ اسے کانگرس کے مکمل اجلاس کے بغیر منسوخ نہیں کرنا چاہیئے۔

کستورا بائی گاندھی جی کی اہلیہ ۱۶ مئی کو پونا جیل سے میعاد ختم ہونے سے قبل رہا کر دی گئیں۔

قرضہ بل کے متعلق لاہور کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اس پر بحث کرنے کے لئے شملہ میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا ایک سپیشل اجلاس بلایا جائے گا۔ یہ اجلاس جو صرف تین چار روز رہیگا۔ غالباً جون کے آخری ہفتہ میں ہو گا۔ اس میں گورنمنٹ کی طرف سے بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کرنے کی بھی تحریک پیش ہو گی۔

ماسکو سے ۱۷ مئی کی اطلاع ہے۔ کہ مملکت روس میں ۱۹۳۲ء کے مقابلہ میں سونے کی پیداوار میں ۲۰۲ فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۳۳ء میں چار کروڑ دس لاکھ مگر ۱۹۳۲ء میں دس کروڑ روپیہ کا سونا برآمد ہوا ہے۔

سر جارج شسٹر ۱۷ مئی کو لنڈن پہنچے۔ ریوٹر کے نمائندہ نے آپ سے ملاقات کر کے ہندوستان کے سیاسی حالات کے متعلق آپ کے خیالات دریافت کئے۔ تو آپ نے رائے زنی کرنے سے انکار کر دیا۔ البتہ اتنا کہا کہ آپ ہندوستان کے مستقبل کے متعلق نہایت پُر امید ہیں۔

بلگیریا سے ۱۹ مئی کی اطلاع ہے۔ کہ وہاں زبردست انقلاب بپا ہو گیا ہے۔ ملٹری نے دار الحکومت پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور بادشاہ کو بم سے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ تمام ٹیلی گراف اور ٹیلیفون کے تار کاٹ دیئے گئے ہیں۔ اور سلسلہ نامہ و پیام منقطع ہے۔ سینکڑوں نیشنلسٹ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اور ایک نیشنل ڈکٹیٹر شپ وہاں قائم کر دی گئی ہے۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا ۱۸ مئی کو پٹنہ میں اجلاس منعقد ہوا۔ گاندھی جی نے بھی اس میں شمولیت اختیار کی ڈاکٹر انصاری نے یہ ریزولیوشن پیش کیا۔ کہ گاندھی جی کی طرف سے ۷ اپریل ۱۹۳۴ء کے جاری کردہ بیان پر غور کرنے کے بعد آل انڈیا کانگرس کمیٹی سول نافرمانی کے معطل کئے جانے کے متعلق ان کی سفارشات کو قبول کرتی ہے۔ ریزولیوشن کی تائید بابو راجندر پرشاد نے کی۔ جنہوں نے کہا کہ ریزولیوشن کا یہ مطلب نہیں کہ یہ تحریک ہمیشہ کے لئے ترک کر دی گئی ہے قومی ناانصافیوں کی تلافی کے لئے اسے گاندھی جی شروع کر سکتے ہیں۔ بحث و تمحیص کے بعد یہ قرارداد منظور ہو گئی

کونسلوں میں داخلہ کے متعلق آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اسی اجلاس پٹنہ میں گاندھی جی نے آپ ریزولیوشن پیش کیا جو پاس ہو گیا۔ ایک ریزولیوشن یہ بھی منظور ہوا۔ کہ کانگرس کا ایک کھلا اجلاس اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں بمبئی میں منعقد کیا جا[ئے]

کانپور سے ۱۹ مئی کی اطلاع کے مطابق سرکاری طور پر اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ ضلع کانپور کے ایک گاؤں اکبر پور